کلمة الخیر

یادگارِ خیر العلماء ؒ کا سفرِ آخرت

حمد وستائش اس ذات کے لیے جس نے کارخانۂ عالم کو وجود بخشا،
اور
درود وسلام اس کے آخری پیغمبر ﷺ پر جنہوں نے حق کا بول بالا کیا۔

جامعہ خیر المدارس کے پرنور اور بابرکت ماحول میں جن اساتذہ کرام اور بزرگوں کی وقعت وعظمت اور عقیدت ومحبت دل ودماغ میں پیوست ہوئی ان میں ایک عظیم ہستی یادگارِ خیر العلماء، استاذ الاساتذہ حضرت مولانا محمد صدیق صاحب (ؒ) شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس کی تھی۔

جامعہ خیر المدارس کے بانی استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری ؒ، جامع المعقولات و المنقولات حضرت مولانا علامہ محمد شریف کشمیری ؒ، فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبد الستار ؒ، مناظر اسلام، وکیل احناف حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی ؒ، استاذ القراء حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتی ؒ اور استاذ الحفاظ حضرت حافظ عبد الرحیم ؒ کے خلد آشیاں ہونے کے بعد حضرت الاستاذ مولانا محمد صدیق ؒ کی شخصیت ایسی تھی جو اکابر کی بہت سی روایات کی حامل، خصوصا خیر العلماء حضرت خیر محمد جالندھری ؒ کے فضل وکمال اور زہد وورع کا نمونہ تھی، انہیں دیکھ کر تسلی ہوتی تھی کہ قحط الرجال کے اس انحطاط پذیر دور میں بھی کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جن کی بدولت درس وتدریس کی مسندیں آباد اور ارشاد وہدایت کے حلقے قائم ہیں، افسوس کہ یہ چشمۂ خیر بھی ۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۸ فروری ۲۰۱۶ء بروز جمعرات ہمیشہ کے لیے خشک ہوگیا۔

عارف باللہ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری ؒ کے تلامذہ میں بہت سے حضرات آسمانِ علم وفضل پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے ہیں، جن میں عارف کامل حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوری ؒ (شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال) مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری ؒ، محدث وقت حضرت مولانا سحبان محمود ؒ (شیخ الحدیث دارالعلوم کراچی) اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید ؒ بطور خاص قابل ذکر ہیں، مگر حضرت الاستاذ مولانا محمد صدیق ؒ کو اس کہکشاں میں یہ امتیاز حاصل ہے کہ آپ ؒ کو اسی مسند پر بیٹھ کر صحیح بخاری شریف کا درس دینے کی سعادت نصیب ہوئی جس پر کسی وقت استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری ؒ رونق افروز ہوا کرتے تھے۔

مشائخ حدیث میں اس وقت حضرت الاستاذ ؒ بہت بلند نسبت کے حامل تھے، تقریباً تیس سال جامعہ خیر المدارس ملتان میں بخاری شریف کا درس دیتے رہے، جن خوش نصیب افراد نے تعلیم کا آغاز خیر المدارس میں کیا اور پھر زندگی کے آخری لمحات تک اپنی تمام تر توانائیاں اپنی مادر علمی پر نچھاور کردیں، حضرت الاستاذ ؒ کا نام نامی ان میں سرفہرست جگہ پانے کے قابل ہے، ان کی زندگی خیر المدارس کے لیے وقف تھی۔

انہوں نے جامعہ خیر المدارس میں اہتمام کے تین دور دیکھے۔ پہلا دور ان کے استاذ ومربی حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہ کا تھا، جس میں ان کی عقیدت ومحبت، نیازمندی، وفا واطاعت شعاری کا وصف نمایاں رہا۔ دوسرا دور مخدوم العلماء حضرت مولانا محمد شریف جالندھری ؒ کا تھا، یہ عرصہ آپ ؒ نے ایک وفادار، مخلص معاون کی حیثیت سے گزارا، تیسرے موجودہ مہتمم حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری زیدمجدہم ہیں جو حضرت الاستاذ کے تربیت یافتہ خصوصی شاگرد بھی ہیں، ان کے اہتمام کو ۳۵ سال سے زائد عرصہ گزرچکا ہے، جب انہوں نے اہتمام سنبھالا تو ان کا عنفوانِ شباب تھا، تدریسی وانتظامی امور میں اکابر اساتذہ کے مشوروں کے محتاج تھے، اس وقت جامعہ کے جن بزرگ اساتذہ نے حفیدِ خیر العلماء ؒ، حضرت مولانا محمد حنیف صاحب کے سر پر دستِ شفقت رکھا اور جامعہ کے انتظامی وتدریسی امور میں ان کی مکمل سرپرستی ورہنمائی فرمائی اور اخلاص ومحبت کے ساتھ ان کے انتظام واہتمام میں مربّیانہ کردار ادا کیا، ان میں حضرت الاستاذ ؒ سرفہرست تھے۔

حضرت الاستاذ ؒ کا سنِ ولادت ۱۳۴۵ھ (۱۹۲۶ء) ہے، ۱۹۴۴ء میں جامعہ خیر المدارس جالندھر میں داخلہ لیا، قیام پاکستان تک وہیں تعلیم حاصل کی اور پاکستان بننے کے بعد مزید دو سال جامعہ خیر المدارس میں اپنی تعلیم مکمل کی، آپ ؒ کے اساتذہ میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، حضرت مولانا عبداللہ رائے پوری، حضرت مولانا مشتاق احمد ہوشیار پوری، حضرت مولانا عبدالجمیل پشاوری، حضرت مولانا عبدالرحمٰن

کامل پوری، حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ڈیروی اور حضرت مولانا عبدالشکور کاملپوری ؒ کے اسماء گرامی نمایاں ہیں۔ جبکہ حضرت مولانا علامہ محمد شریف کشمیری ؒ سے مدرس ہونے کے بعد فنون کی کتابیں پڑھیں

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ کے بڑے صاحبزادے مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری ؒ، مولانا سبحان محمود ؒ (شیخ الحدیث دارالعلوم کراچی) حضرت مولانا عبدالقیوم (مفتی واستاذ الحدیث نصرۃ العلوم گوجرانوالہ) اور حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر ؒ (سابق ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان) حضرت الاستاذ ؒ کے قریبی دوست اور شرکائے درس تھے۔

حضرت امیر شریعت ؒ اپنے صاحبزادے مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری ؒ کے رفیقِ درس ہونے کی وجہ سے حضرت الاستاذ ؒ سے محبت وشفقت کا خصوصی تعلق رکھتے تھے اور جب خیر المدارس جالندھر تشریف لے جاتے تو حضرت الاستاذ مولانا محمد صدیق ؒ کو خاص طور پر اپنے پاس بلاتے اور خصوصی برتاؤ کرتے۔

حضرت الاستاذ ؒ تقریباً چھ سال قبل علالت کے باعث نشتر ہسپتال ملتان میں داخل تھے، راقم السطور طبع پرسی کے لیے حاضر ہوا تو گفتگو میں خیر المدارس جالندھر اور حضرت امیر شریعت ؒ کا ذکر چھڑ گیا اس پر حضرت الاستاذ ؒ نے اپنے زمانہ طالبعلمی کے دو تین واقعات سنائے، جو اَب بھی لوحِ حافظہ میں تازہ ہیں، پہلا واقعہ یہ سنایا۔

طالبعلمی کے پہلے سال جلسہ کے موقع پر میری ذمہ داری عام مطبخ میں لگی، چنانچہ میں اپنے کام میں مصروفیت کی وجہ سے مطبخ سے باہر نہیں گیا اور نہ ہی مہمانانِ گرامی کی زیارت کرسکا، آخری روز میں آٹا سر پر اٹھا کر روٹیاں پکوانے جارہا تھا کہ تو سامنے سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ تشریف لارہے تھے، میرے نگران حضرت مولانا عبداللہ رائے پوری ؒ کو مجھ پر ترس آیا کہ تین روز سے اس نے کسی باہر سے آنے والے عالم کی زیارت نہیں کی، اس لیے ان کا ارادہ ہوا کہ مجھے حضرت شاہ صاحب ؒ سے مصافحہ کروائیں، چنانچہ انہوں نے آٹے کا برتن مجھ سے لیا اور فرمایا کہ شاہ جی ؒ سے مصافحہ کرلو، جب میں مصافحہ کرنے لگا تو فرمایا کہ ''بے چارہ طالب علم ہے'' حضرت شاہ صاحب ؒ طالبعلموں سے بہت محبت فرماتے تھے، چنانچہ صاحب ؒ نے بجائے مصافحہ کے مجھے گلے لگالیا اور فرمایا کہ ''طالب علم اور بے چارہ'' اللہ تعالیٰ اسے باچارہ کرے، ''طالب علم اور بے چارہ'' اللہ تعالیٰ اسے باچارہ کرے۔ تین مرتبہ یہی جملہ دوہرایا، تین بار گلے لگا کر جھومے اور مذکورہ بالا دعا دی، حضرت الاستاذ ؒ یہ یادگار واقعہ بہت مرتبہ سناتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بزرگ کی دعا سے مجھ ''بے چارہ'' کو بہت ''باچارہ'' فرمایا۔

دوسرا واقعہ یہ بیان فرمایا کہ جامعہ خیر المدارس کے نصاب میں پہلے ترجمہ قرآن کریم شامل نہ تھا،

حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ کی کوششوں سے ترجمہ داخل نصاب کیا گیا، سورۃ البقرہ حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوری ؒ نے اور باقی مکمل قرآن پاک حضرت الاستاذ مولانا خیر محمد جالندھری ؒ نے دو سال میں پڑھایا، گویا مدارس کی تاریخ میں پورے قرآن مجید کا ترجمہ پہلی مرتبہ جامعہ خیر المدارس میں پڑھایا گیا اور اس پر جو خوشی منائی گئی وہ یادگار تھی۔

تیسرا واقعہ یہ بیان فرمایا کہ پاکستان بننے سے پہلے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ جالندھر کے قریب ''شیر بنگے'' میں مسجد کی بنیاد رکھنے کے لیے تشریف لائے تو حضرت مولانا خیر محمد جالندھری ؒ نے مدرسہ میں تعطیل فرمادی کہ شاید پھر سرحدیں حائل ہوجائیں، اس لیے حضرت مدنی ؒ کی زیارت کرلو، اس موقع پر حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ اور حضرت مولانا اعزاز علی ؒ کی زیارت ہوئی اور حضرت مولانا محمد صادق ؒ جو حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری ؒ کے متوسلین میں سے تھے اور حضرت مولانا خیر محمد صاحب ؒ تانگہ پر سوار تھے، تانگہ جلسہ گاہ کی طرف جارہا تھا، سارا مجمع تانگہ کی رفتار کے ساتھ ساتھ جلسہ گاہ میں پہنچا، ان میں بندہ (مولانا محمد صدیق ؒ) بھی شامل تھا۔

حضرت مولانا محمد صدیق ؒ کو اپنے استاذ و مربی حضرت مولانا خیر محمد جالندھری ؒ سے جو تعلق خاطر، محبت وعقیدت اور فریفتگی تھی، اس کی مثالیں بہت کم دیکھنے میں آتی ہیں، صوفیہ کی اصطلاح میں وہ فنا فی الشیخ تھے، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری ؒ کی محبت وشفقت اور بندہ نوازیوں کا ذکر فرماتے تو آنکھیں اشکبار ہوجاتیں اور ایک وارفتگی کے عالم میں اپنے محبوب استاذ کا تذکرہ فرماتے۔

دو ماہ قبل حضرت الاستاذ ؒ نے ماہنامہ ''وفاق المدارس'' کو انٹرویو دیا، سوال کیا گیا کہ بانی جامعہ خیر المدارس حضرت مولانا خیر محمد ؒ کی شخصی سیرت، تدریسی انفرادیت اور شانِ اہتمام کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اس کے جواب میں حضرت الاستاذ ؒ نے جو کچھ فرمایا، اس کے ایک ایک لفظ سے ان کی بانی خیر المدارس ؒ سے والہانہ محبت وعقیدت اور غیر معمولی تعلقِ خاطر کا اظہار ہوتا ہے، آپ ؒ نے فرمایا:

''حضرت ؒ کی سیرت کے کامل ہونے کی یہی بڑی دلیل ہے کہ مجدد الملۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ کے خلیفہ اعظم تھے، اتباعِ سنت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، بدعت سے خود بھی دور رہتے تھے اور فارغ التحصیل طلبہ کو تاکید کرتے کہ بدعت کے ماحول میں جاکر کبھی بدعت میں شریک نہ ہونا، حضرت ؒ کی زندگی میں خاندان میں کئی اموات ہوئیں لیکن حضرت ؒ کبھی بھی تعزیت کے لیے آنے والوں کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں کی بلکہ آنے والوں کو تعزیت کا طریقہ اور مسائل سمجھاتے تھے۔ اہل سنت والجماعت کے مسلک پر بہت مضبوطی سے عمل کرتے، اگر کوئی دوست غیر مسلک کی مجالس

میں شرکت کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے۔

آپ ﷫ چلتے تو سنت کے مطابق **کانہ ینحط من صبب** کا مصداق ہوتے، خوشی کے وقت تبسم فرماتے تو ایسے معلوم ہوتا کہ منہ سے پھول جھڑ رہے ہیں، طلبہ میں منکر شرعی پر **اشد غضبًا** کا مصداق ہوتے جالندھر کے زمانہ میں اپنے ہاتھ سے بھی سزا دیتے تھے، مہمان نوازی میں علماء کرام کا بہت احترام فرماتے، خود ہاتھ میں کھانا، چائے وغیرہ اٹھا کر لاتے اور جلسہ کے ایام میں خود ہر کمرہ میں جا کر مہمانوں کو پوچھتے، صرف خدام پر انحصار نہ فرماتے، بندہ نے حضرت ﷫ کے بہت قریب رہ کر وقت گزارا، الحمدللہ! نہ میں نے کبھی کسی غیبت کی اور نہ حضرت ﷫ نے سنی، آپ کی مجلس غیبت سے پاک ہوتی تھی، حضرت ﷫ میں عاجزی کوٹ کوٹ پر بھری ہوئی تھی، حتی الوسع صف اول کا اہتمام کرتے تھے، لیکن کسی مجبوری کے وقت میں مسجد میں جہاں جگہ مل جاتی، بیٹھ جاتے، اپنے لیے کسی جگہ کو خاص نہ فرماتے اور نہ ہی کسی جگہ پر جانے کو پسند فرماتے۔

جامعہ کے وقف مال کی حفاظت اور نگرانی خود فرماتے، ہر سال کتب خانہ کی پڑتال فرماتے، مالیات میں بہت احتیاط فرماتے، تملیکِ زکوٰۃ کے لیے روپوں کی تھیلی الگ رکھی تھی، جس سے تملیک فرماتے، جامعہ کی اشیاء کے استعمال میں بہت احتیاط فرماتے، ذاتی ضرورت کے لیے جامعہ کے ضابطہ کے مطابق سہولیات لیتے، ایبٹ آباد کے ہسپتال میں زیر علاج تھے، حضرت مولانا محمد شریف صاحب کشمیری ﷫ اور حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب ﷫ نے کچھ رقم برائے علاج حافظ رشید ﷫ کے ہاتھ بھیجی تو لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ضابطہ کے مطابق میرے لیے ایک ماہ کی تنخواہ سے زائد لینا جائز نہیں ہے، ایک عزیز نے ٹھنڈا کولر لگوانے کا مشورہ دیا تو فرمایا کہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ قبر میں ٹھنڈا کولر لگوا دیں اور مشورہ بھی قبول نہیں فرمایا۔ بیشتر مرتبہ میری کوتاہی پر ناراض ہوئے لیکن جلد ہی ناراضی ختم فرما دیتے، گویا کہ حضرت ﷫ سریع الغضب، سریع الفئی کا عین مصداق تھے، سفر میں خادم کے ساتھ گھل مل کر سفر کرتے، تا کہ خادم کسی قسم کی اجنبیت محسوس نہ کرے۔

تدریسی انفرادیت:

تدریس میں مضمون مرتب ہوتا، آواز بالکل معتدل ہوتی، اتار چڑھاؤ نہ ہوتا، حدیث مبارکہ کا سبق محبت وجذب کا مظہر ہوتا، یہاں تک کہ چہرہ مبارک منور ہو جاتا، ایسے بولتے کہ لکھنے والا آسانی سے لکھ لیتا تھا، صرف دورہ حدیث شریف کے سبق لکھنے کی اجازت عنایت فرماتے، باقی درجات میں پڑھائی کے وقت استاذ کے سامنے لکھنے سے منع فرما دیتے کہ اس سے طالب علم سمجھنے کی طرف متوجہ نہیں رہتا، ہم سلم العلوم کے سبق میں کاپیاں، کاغذ لے کر گئے تو لکھنے سے منع فرما دیا کہ دھیان سے پڑھ لو، اگر ضرورت سمجھو تو کمرہ

میں جا کر لکھ لینا، فرماتے کہ اس طرح پڑھاؤ کہ طالب علم سمجھ کر یاد کرے، فرماتے کہ استاذ کی مثال جورو کی سی ہونی چاہیے کہ پکاپکایا کھانا دیتی ہے، اس طرح سبق کی تقریر مرتب ہونی چاہیے تا کہ طالب علم سمجھنے میں الجھن محسوس نہ کرے، فرماتے کہ جو استاذ سر بلند کر کے طالب علموں سے مخاطب نہیں ہوتا وہ کما حقہ سمجھا تا نہیں۔

مدرسہ کا اہتمام:

اہتمام کے متعلق فرماتے کہ یہ مشکل ترین عمل ہے، مدرسہ چلانا تو گویا لوہے کے چنے چبانا ہے، خداداد رعب کی وجہ سے اساتذہ طلبہ ہمہ وقت تعلیم میں مشغول رہتے، حضرات اساتذہ کرام کے لیے تعلیم کے علاوہ دوسرے کاموں میں مشغولی ناپسند فرماتے تھے، اسی طرح اساتذہ کے شہریوں سے تعلق کو ناپسند فرماتے تھے، حضرت ؒ جز وقتی مدرس کے قائل نہ تھے، فرمایا مفتی محمد عبداللہ صاحب ڈیروی کی خصوصیت ہے، ان کے والد حضرت تھانوی ؒ کے شبیہ تھے، انہوں نے حضرت ؒ سے فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میرا بیٹا آپ کے مدرسہ میں بھی پڑھائے، جب کہ حضرت مفتی محمد عبداللہ صاحب ڈیروی مرحوم جامعہ قاسم العلوم میں مدرس تھے، تو ان کی درخواست کو قبول فرمالیا، حضرت ؒ فرماتے تھے کہ اہتمام وہ ہے کہ جو احتمال کے طور پر واقع ہوسکتا ہو، اس کا انتظام بھی سوچا ہوا ہو، اساتذہ کے آپس کے اختلاف کو بہت ناپسند فرماتے، نیز اساتذہ کا آپس میں تعریض اور تنقید کرنا حضرت کو بہت ناگوار تھا، اساتذہ کا انتخاب بالغ نظری سے کرتے تھے، پھر بھی اگر کوئی بات قابل اصلاح ہوتی تو علیحدگی میں ذکر کرتے، جس سے استاذ اجنبیت محسوس نہ کرتے، یہ تاثر نہ ہوتا کہ مہتمم صاحب مجھے نوکر سمجھ رہے ہیں، یہی راز ہے کہ جو جامعہ خیر المدارس کا استاذ بنا، پھر تاحیات اس نے جامعہ خیر المدارس سے وفا کی اور اپنا مدرسہ سمجھ کر مدرسہ کی خدمت کی، نیا استاذ مقرر فرماتے تو عید سے پہلے طلبہ کو بلا کر ایک آدھ امتحان ضرور لیتے تھے، جب مجھے مؤطا امام محمد ؒ کی تدریس کا ذمہ دار بنایا تو اسباق کو خادم کے ذریعہ سے سنتے تھے اور میری حوصلہ افزائی بھی فرماتے تھے، اساتذہ کے لیے بھی اسباق میں ناغہ کو پسند نہ فرماتے تھے، کوئی بیماری یا عذر کی وجہ سے لمبی چھٹی لیتا تو اس کے اسباق خود پڑھاتے یا جس استاذ صاحب کا وقت خالی ہوتا تو اس کی طرف منتقل فرمادیتے، چنانچہ صدر المدرسین حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری ؒ کے زمانہ میں ترمذی شریف کا سبق خود شروع کرادیا تھا، سفر میں کسی طالب علم کو ساتھ لیا ہوتا تو فرماتے کہ کتابیں ساتھ لے لینا"۔

حضرت الاستاذ مولانا محمد صدیق صاحب ؒ کی دینی ملی اور تدریسی خدمات کا تذکرہ مدتوں تک جاری رہے گا، مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کی رحلت سے صفِ علماء میں ایک ایسی جگہ خالی ہوئی ہے جس

کے بھرنے کی بظاہر حال کوئی امید نہیں ہے، **لعل اللّٰہ یحدث بعد ذلک امرًا** حضرت ؒ کی رحلت نے اس احساس اور دکھ کو مزید گہرا کردیا ہے کہ قحط الرجال کے اس دور میں ہم علماء ربانیین سے مسلسل محروم ہوتے جارہے ہیں اور ان کی جگہ لینے والا کوئی نہیں۔

حضرت الاستاذ ؒ کی نماز جنازہ، شرکاء کی کثرت اور سہولت کی خاطر قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان کے وسیع وعریض اسٹیڈیم میں ادا کی گئی، اس وسیع وعریض اسٹیڈیم کو عام جلسوں میں نامور سیاسی جماعتیں بھی کوشش بسیار کے باوجود بھر نہیں پاتیں، مگر ایک درویش خدامست کے آخری سفر نے نہ صرف اس اسٹیڈیم کو بھر دیا بلکہ ہزاروں افراد نے اسٹیڈیم کے باہر نماز جنازہ ادا کی، مشائخ، علماء، قراء، حفاظ، طلبۂ مدارس دینیہ اور صالح مسلمانوں کا یہ جم غفیر قدرت کے اس خاموش حکم کی تعمیل کے لیے جمع تھا کہ ؏

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے۔

نماز جنازہ کی امامت مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری ؒ کے صاحبزادے اور حضرت الاستاذ ؒ کے برادر نسبتی حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری (ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان) نے فرمائی، نماز جنازہ سے چند منٹ پہلے حضرت الاستاذ ؒ کے صاحبزادے مولانا محفوظ احمد نے مختصر اور جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری زیدمجدہم نے قدرے مفصل خطاب میں حضرت ؒ کی دینی خدمات اور جامعہ خیر المدارس سے لازوال تعلق اور پاس وفا کا تذکرہ فرمایا۔

حضرت الاستاذ ؒ کے جسدِ مبارک کو غسل دینے کی سعادت میں جامعہ کے متعدد اساتذہ کرام شریک ہوئے، غسل کے بعد چہرہ اقدس پر حدیث رسول اللہ ﷺ "**نضر اللّٰہ عبدا سمع مقالتی فوعاھا و اداھا کما سمع**" (اللہ تعالیٰ اس بندے کے چہرے کو تروتازہ رکھیں جس نے میری حدیث سنی، اسے یاد کیا اور پھر جس طرح سنی تھی اسی طرح آگے پہنچادیا) کا نور جھلملاتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

حضرت ؒ کے نسبی پسماندگان میں چھ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں جو دیگر ذمہ داریوں کے علاوہ تعلیم واشاعت دین میں مشغول ہیں، بالخصوص مولانا قاری فاروق احمد، مولانا محفوظ احمد اور مولانا میمون احمد (مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان) اپنی اپنی جگہ دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ حضرت الاستاذ ؒ کی حسنات کو قبول فرما کر انہیں اعلیٰ علیین میں انبیاء کرام ؑ، صدیقین، شہداء اور صالحین ؒ کی رفاقت نصیب فرمائیں اور اپنا قرب خاص عطا فرمائیں۔

حضرت الاستاذ ؒ کی دینی خدماتِ جلیلہ پر عنقریب "الخیر" کا خاص نمبر شائع کیا جارہا ہے، حضرت ؒ کے معاصرین، تلامذہ اور منتسبین سے التماس ہے کہ حضرت ؒ کی شاندار دینی خدمات کے بارے میں اپنے تاثرات جلد از جلد ارسال فرمائیں، تاکہ انہیں خاص نمبر کا حصہ بنایا جاسکے۔

ماہنامہ الخیر کی اشاعت خاص ''حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نمبر''

ابوعمار فیاض احمد عثمانی (ناظم ماہنامہ الخیر ملتان)

عالم اسلام کی عظیم دینی درس گاہ جامعہ خیر المدارس ملتان کے بانی عارف باللہ، ولی کامل، استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری نوراللہ مرقدہ کے تلمیذ رشید، جامعہ کے شیخ الحدیث اور صدر مدرس استاذ العلماء، ولی کامل، میرے شیخ واستاذ حضرت مولانا محمد صدیق صاحب نوراللہ مرقدہ ۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۸ فروری ۲۰۱۶ء بروز جمعرات صبح ساڑھے آٹھ بجے اپنی نسبی اولاد، جامعہ کے اساتذہ، طلبہ کارکنان، ہزاروں فضلاء، شاگردوں اور لاکھوں متعلقین ومحبین کو سوگوار چھوڑ کر دار الفناء سے دار البقاء کی طرف رحلت فرما گئے، انا للہ و انا الیہ راجعون . فضیلۃ الشیخ حضرت الاستاذ رحمہ اللہ کے مفصل حالات وواقعات، طالب علمی سے لے کر ''شیخ الحدیث'' بننے بلکہ آخری سبق تک کی خدمات ومجاہدات اور ضوء افشانیوں پر مشتمل مکمل داستانِ حیات ان شاء اللہ اس شمارے کے بعد والے ''خصوصی نمبر'' میں بالتفصیل شائع کی جائے گی۔ اس سلسلے میں وطن عزیز پاکستان اور بیرون ممالک سے حضرت الاستاذ رحمہ اللہ کے جملہ شاگردوں، اکابر اور متعلقین واحباب سے گزارش ہے کہ فوری طور پر اپنے قیمتی مضامین، حضرت رحمہ اللہ کے ساتھ گزرے ایام اور حضرت رحمہ اللہ کی تحریکِ ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں شرکت، جامعہ خیر المدارس ملتان کی نشاۃِ ثانیہ میں کردار، مدارس عربیہ کے خلاف چلنے والی تحاریک اور آئے روز نت نئے اٹھنے والے فتنوں اور بدعتوں کی سرکوبی، جامعہ خیر المدارس ملتان کے نظام تعلیم اور مدارس عربیہ کے نصاب تعلیم کے سلسلہ میں اعتماد علی الاکابر، انتظامی امور کی نگرانی، تصنیفی خدمات، فضلاء وطلبہ کی اکابر علمائے دیوبند کے نہج کے مطابق تربیت، ماہنامہ الخیر کی ترقی واشاعت کے لیے تجاویز، کاوشوں اور دعاؤں کی تفصیلات شامل ہوں گی۔ تمام احباب وقلمی معاونین سے گزارش ہے کہ ۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۷ھ تک اپنے تاثرات دفتر الخیر تک پہنچا دیں اور اس ''خصوصی نمبر'' میں قلمی اور مالی تعاون کے سلسلہ میں خصوصی درخواست ہے۔

جامعہ کے مہتمم اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد حنیف صاحب جالندھری زید مجدہم، جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا شبیر الحق کشمیری صاحب، جامعہ کے ناظم اعلیٰ مولانا نجم الحق صاحب، مدیر الخیر حضرت مولانا محمد ازہر صاحب، ماہنامہ الخیر کی مجلس مشاورت (نادیۃ الخیر) کے اراکین جامعہ کے استاذ الحدیث حضرت مولانا منظور احمد صاحب، وکیل احناف حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب اوکاڑوی، رئیس الافتاء حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب، حضرت مولانا محمد عابد صاحب، حضرت مولانا خورشید احمد صاحب، حضرت مولانا قاری محمود احمد صاحب زید مجدہم اور جامعہ کے دیگر تمام اساتذہ کرام وکارکنان حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے صاحبزادگان مولانا قاری فاروق احمد صاحب جالندھری (برطانیہ) مولانا حافظ محفوظ احمد صاحب جالندھری (خطیب جامع مسجد غلہ منڈی صادق آباد) حافظ داؤد احمد صاحب (اُگی، فیصل آباد) حافظ طالوت احمد مفتی صاحب (پیرمحل، ٹوبہ ٹیک سنگھ)، مولانا قاری میمون احمد صاحب جالندھری (ناظم دفتر تعلیمات جامعہ خیر المدارس ملتان) اور حافظ عثمان احمد عثمانی صاحب (برطانیہ) اور حضرت الاستاذ رحمہ اللہ کے خادمِ خاص مولانا اختر رسول صاحب (ملتان) سے بالخصوص اور جملہ اعزہ واقارب اور متعلقین ومتوسلین سے مسنون تعزیت کرتے ہیں۔

قارئین الخیر اور ایجنسی ہولڈ حضرات نوٹ فرمالیں اور اپنی مطلوبہ تعداد سے فوراً مطلع فرمائیں۔

حکیم الامت ،مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے فرمایا

ملفوظات حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مرسلہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب (استاذ الحدیث جامعہ خیرالمدارس، ملتان)

ملفوظ : ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ اس طریق میں شیخ کامل کے اتباع کی ضرورت ہے، وہ اس راہ واقف ہوتا ہے، وہ نفس اور شیطان کے مکائد سے آگاہ کرتا ہے، شیخ کامل کے سر پر ہوتے ہوئے شیطان کچھ نہیں بگاڑ سکتا، گو شیطان کے کید کے متعلق مشہور تو بہت کچھ ہے، مگر حق تعالیٰ فرماتے ہیں" **ان کید الشیطان کان ضعیفا** " تحقیق شیطان کا مکر ضعیف ہوتا ہے۔اور حدیث میں ہے"**فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد** یعنی ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے گراں ہے، اس کو کسی نے خوب نظم کیا ہے:

فان فیها واحدا متورعا اشد علی الشیطان من الف عابد

"ایک متقی عالم شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ گراں ہوتا ہے۔

یہ اشدیت اس لیے ہے کہ شیطان شرارت سے ایک بات دل میں ڈالتا ہے اور بڑی مشکل سے اس پر جما تا ہے مگر سالک کے بیان کرنے پر شیخ نے اس کی شرارت اور مکر کو سمجھ کر ظاہر کر دیا، شیطان نے سر پیٹ لیا کہ اس کے برسوں کے منصوبوں پر پانی پھر گیا، مگر جو اَب لوگ اس دقیقہ کو نہیں جانتے وہ اسی خلجان اور الجھن میں رہتے ہیں کہ نہ معلوم شیطان کیا نقصان پہنچاوے، بات یہ ہے کہ اگر شیطان دشمنی کرے بھی اور رہے بھی دشمن مگر پھر بھی علم صحیح اور توکل ہوتے ہوئے کچھ نہیں کر سکتا۔

اس کی مثال ان حضرات کے مقابلہ میں خربوزہ کی سی ہے اور وہ حضرات چھری ہیں، اگر خربوزہ کوشش کر کے چھری پر گرے تو خربوزہ ہی کا نقصان ہوگا، اسی طرح یہ اہل اللہ کا دشمن بنے تو یہی خسارے میں رہتا ہے، اس لیے اس راہ میں قدم رکھنا بدوں شیخ کامل کے جو اس کے فریبوں کو خوب جاننے والا ہے خطرہ سے خالی نہیں، اسی کو مولانا رومی ؒ فرماتے ہیں:

یار باید راہ را تنہا مرو بے قلاؤز اندریں صحرا مرو

بدوں شیخ کامل کے اس راہ میں قدم رکھنا جیسا کہ بدوں طبیب حاذق کے کوئی شخص اپنا علاج خود کرنا چاہے گو کتاب ہی دیکھ کر کرے، کیونکہ کتاب کو بھی طبیب ہی سمجھتا ہے۔

ملفوظ : ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ یوں تو تعجیل بیعت میں بہت سے مفاسد ہیں مگر بڑی بات یہ ہے کہ نفع موقوف ہے مناسبت پر، اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں، اور مناسبت کی تحقیق جلدی نہیں ہو سکتی۔

البتہ تجربہ کی بنا پر میں دو شخصوں کو بیعت کرنے کے لیے کچھ انتظار نہیں کرتا، ایک بیمار اور ایک عورت، یہ دونوں قابل رحم اور قابل رعایت ہیں۔

(الافاضات الیومیہ ص ۸۸)

افادات شیخ العرب والعجم

حضرت مولانا سید **حسین احمد مدنی** قدس اللہ سرہ

مرسلہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب (استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس، ملتان)

بحوالہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے حیرت انگیز واقعات (از: حضرت مولانا ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ)

ایفائے عہد:

حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایفائے عہد کے سلسلے میں نہ تو کبھی موسمی تغیرات کی پرواہ کرتے تھے اور نہ جسمانی تکالیف کی، خواہ وہ کتنی ہی شدید کیوں نہ ہوں، ایک بار وعدہ لینے کے بعد اس کا پورا کرنا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ویسا ہی ضروری تھا جیسے دیگر فرائض کی ادائیگی۔ ایک مرتبہ بجنور کسی جلسہ میں تشریف لے جانا تھا، روانگی کے وقت موسلا دھار بارش ہو رہی تھی، سامنے کی چیزیں تک صحیح طور سے نظر نہیں آ رہی تھیں، کمرہ سے باہر قدم نکالنا دشوار تھا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے گھڑی دیکھی ٹرین کی آمد میں صرف پندرہ یا بیس منٹ باقی تھے، قاری صاحب (یعنی قاری اصغر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) سے فرمایا کہ تانگہ منگوایئے، قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضرت! بارش ہے، سفر ملتوی فرما دیجیے، بذریعہ تار اطلاع دیدی جائے کہ بارش کی شدت کی وجہ سے روانگی نہ ہو سکی، ناگواری کے ساتھ فرمایا کہ میری تن کی آسانی کی وجہ سے وہاں جمع ہونے والے ہزاروں آدمیوں کو کس قدر تکلیف ہوگی، یہ فرمانے کے بعد اسی بارش اور طوفان میں اسٹیشن تشریف لے گئے۔

خدا اور رسول ﷺ کی راہ میں توہین میرے لیے عین عزت ہے:

ستمبر ۱۹۴۶ء میں آپ نے بنگال کا تبلیغی دورہ فرمایا، سفر کے دوران جب رنگ پور، سید پور، بھاگلپور اور کٹھیار وغیرہ میں لیگی کارکنوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اذیتیں پہنچائیں اور کئی جگہ قتل کے منصوبے باندھے گئے تو محبین نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضور والا! کم از کم الیکشن تک سفر موقوف فرما دیں، کیونکہ ان لیگی کارکنوں کی اشتعال انگیزی کو دیکھ کر خطرہ معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین آپ کی جان کے درپے ہیں، لہٰذا ہم لوگوں کی نہایت عاجزانہ درخواست ہے کہ کم از کم چار پانچ ماہ کے لیے سفر ضرور بند فرمائیں، مذکورہ درخواست کے جواب میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے:

''بھائی! تم کہتے ہو کہ بڑی اذیتیں اور تکالیف دی جا رہی ہیں تو یہ اذیتیں جو مجھے دی جا رہی ہیں یا اٹھانی پڑ رہی ہیں میرے لیے عین راحت ہیں، باقی رہا عزت کا معاملہ تو خدا اور رسول ﷺ کی راہ میں جو بھی توہین کی جائے میرے لیے عین عزت اسی میں ہے، اگر حق گوئی کی پاداش میں ہماری توہین کی جاتی ہے یا گالیاں دی جاتی ہیں تو میں اس کو عزت تصور کرتا ہوں...... جاری ہے (شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے حیرت انگیز واقعات ص ۸۶،۸۵)

یہ دیں کا سہارا ہے خیرالمدارس

پروفیسر مولانا میاں محمد افضل صاحب (ساہیوال)

یہ دینی ادارہ ہے خیرالمدارس — مجھے جاں سے پیارا ہے خیرالمدارس
جو اس کے تھے بانی ، تھے خیرِ محمد ؒ — اسی نے بنایا ہے خیرالمدارس
تھے اشرف علی ؒ اس ادارے کے پیچھے — تھے کہتے ، ہمارا ہے خیرالمدارس
جالندھر کو چھوڑا تو ملتان آیا — یہ دیں کا سہارا ہے خیرالمدارس
ہے مجھ کو فخر یہ کہ فاضل ہوں اس کا — مجھے دیں سکھایا ہے خیرالمدارس
تھی میں نے بخاری پڑھی خیرِ کل ؒ🗁 سے — اُسی نے سنوارا ہے خیرالمدارس
ذہین و ذکی ، بے بدل تھے محدّث — جِسیں 🗎 نے سجایا ہے خیرالمدارس
تھے علامہ کشمیری ؒ اور ان کے ساتھی — انہوں نے سینچا 🗏 ہے خیرالمدارس
تھے مولانا صدیق ؒ شیخ المشائخ — کرم 🗐 نے بچایا ہے خیرالمدارس
جانبِ خلد وہ بھی رواں اب ہوئے — جنہوں نے نکھارا 🗄 ہے خیرالمدارس
رئیس اس کے قاری حنیفِ مکرم — محن ⌛ سے چلایا ہے خیرالمدارس
دعا کررہا ہے یہ افضل خدا سے — فتن سے بچانا ہے خیرالمدارس

🗁 مراد مولانا خیر محمد جالندھری ؒ ہیں 🗎 مولانا بہت خوبصورت تھے 🗏 پانی دیا 🗐 شرافت 🗄 صاف رکھا ⌛ محنت کی جمع

کرم چاہتا ہوں، عطا چاہتا ہوں

مولانا محمد اکرام القادری صاحب (خانیوال)

کوئی مجھ سے پوچھے میں کیا چاہتا ہوں
مدینے کی آب و ہوا چاہتا ہوں

مرے دل کی حالت خدا جانتا ہے
میں دردِ دروں کی دوا چاہتا ہوں

نہ اورنگِ قیصر نہ کسریٰ کے کنگن
فقط قربِ خیرالوریٰ ♏ چاہتا ہوں

دعاؤں کا محتاج ہوں اہلِ دل کی
شفا چاہتا ہوں، شفا چاہتا ہوں

سیاہ کاریوں کو مری ڈھانپ لے جو
میں رحمت کی ایسی رِدا چاہتا ہوں

مجھے بے وفاؤں سے رغبت نہیں ہے
مجالسِ اہلِ وفا چاہتا ہوں

جو سرسبز کر دے مرے دل کی کھیتی
خدایا! میں ایسی گھٹا چاہتا ہوں

میں اپنے کیے پر پشیماں ہوں لیکن
کرم چاہتا ہوں ، عطا چاہتا ہوں

مجھے تیرے در کی فقیری سے بڑھ کر
نہیں کچھ بھی مولیٰ! غنا چاہتا ہوں

محبّانِ بدر الدجی ♏ سے محبت
مری خو ہے، اس کی بقا چاہتا ہوں

مجھے حوضِ کوثر پہ پہچان لیں وہ
میں بردا ہوں ان کا وِلا چاہتا ہوں

دبے پاؤں جانا، عقیدت سے کہنا
سلامِ محبت، صبا چاہتا ہوں

تصور میں اکرام کوچۂ جاناں
بنا بال و پر ہی اڑا چاہتا ہوں

خلیفہ اول جانشین حضرت سیدنا صدیق اکبر ◆ کا مختصر مگر جامع تذکرہ

مولانا محمد حنیف ساجد صاحب (مدرس دار العلوم دینیہ، پتوکی)

ماہ جمادی الاخریٰ کے شروع ہوتے ہی ہماری نگاہیں ۲۲ جمادی الثانی پر پڑتی ہیں، کیونکہ اس تاریخ کو ایک ایسی ہستی دنیا سے رخصت ہوئی جن کو آفتاب نبوت ﷺ کی زبان مبارک سے ''صدیق'' اور ''عتیق'' کا لقب عطا ہوا، جی ہاں! یہی تو وہ عظیم ہستی ہیں جن کو میرے محبوت ◆ نے ''افضل البشر بعد الانبیاء'' کا اعزاز عطا فرمایا۔ سیدنا صدیق اکبر ◆ کی ولادت عام الفیل سے اڑھائی سال بعد ۵۷۳ھ کو سرزمین مکہ میں ہوئی (صحابہ کرام ؓ انسائیکلوپیڈیا ص ۹۷)

آپ کا نام عبداللہ، والد کا نام حضرت ابوقحافہ عثمان بن عامر، والدہ کا نام ام الخیر سلمی بنت صخر اور لقب ''صدیق اور عتیق'' ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق ◆ کے والد ابوقحافہ عثمان بن عامر اپنے قبیلہ کے سرداروں میں شامل تھے، اور شرفاء مکہ میں آپ کا شمار ہوتا تھا، فتح مکہ تک کفر پر قائم رہے، فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا، حضرت ابوقحافہ عثمان بن عامر ◆ نے طویل عمر پائی، ۱۴ھ میں ۹۷ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔

سیدنا صدیق اکبر ◆ کی والدہ ماجدہ ام الخیر سلمی بنت صخر ؓ ابتدائے زمانہ میں اسلام قبول کرتی ہیں، سیر الصحابہ جلد نمبر ۱ کے اوراق کے مطابق چالیسویں نمبر پر اسلام قبول کرنے والی خوش نصیب عورت حضرت ابوبکر صدیق ◆ کی والدہ ام الخیر سلمی بنت صخر ؓ ہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیق ◆ کا بچپن انوکھا، نرالا اور بہت ہی بے مثال تھا، کھیل کود اور لایعنی باتوں سے مکمل پرہیز کرتے تھے، ہر برائی سے کوسوں دور رہتے، اسلام کے اس تابناک ہیرے کا بچپن کس قدر عمدہ اور صاف ستھرا تھا، تاریخ الخلفاء کے اوراق گواہی دیتے ہیں، ''لقد حرم ابوبکر ◆ ن الخمر علی نفسه فی الجاهلیة کہ دور جاہلیت ہی میں حضرت ابوبکر صدیق ◆ نے اپنے اوپر شراب کو حرام کر لیا تھا۔

گلستان رحمت کے اس مہکتے ہوئے پھول کی عمر جب لکھنے پڑھنے کے قابل ہوئی تو لکھنا پڑھنا سیکھنا شروع کر دیا، لکھنے پڑھنے کے علاوہ، فن خطابت اور نسب دانی کے علوم میں بھی کمال حاصل کیا۔

☜ صدق و وفا کے پیکر سیدنا صدیق اکبر ◆ جب اپنی جوانی کے ایام میں داخل ہوئے تو تجارت کے شعبے سے منسلک ہو گئے اور اٹھارہ سال کی عمر میں پہلا تجارتی سفر ملک شام کی طرف کیا، تجارت کے میدان میں ''امانت، دیانت، شرافت اور صداقت'' کے ذریعے سے اپنوں اور بیگانوں کے دلوں میں جگہ بناتے چلے گئے، ۳۸ سال کی عمر میں آفتاب نبوت ﷺ کی خدمت میں اقدس میں حاضر ہو کر بغیر کسی تامل اور غور وفکر کے اسلام قبول کرتے ہیں، مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے آپ ہی ہیں، ایمان لانے کے بعد سیدنا صدیق اکبر ◆ نے دین حنیف کی نشر واشاعت کے لیے جدوجہد شروع کر دی، آپ کی محنت، کوشش اور مساعی جمیلہ کی وجہ سے حضرت عثمان بن عفان، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور حضرت خالد بن ولید ❁ جو معدن اسلام کے سب سے تاباں و درخشاں جواہر ہیں مشرف بہ اسلام ہوئے۔

☜ حضرت عثمان بن مظعون، حضرت ابوعبیدہ بن جراح، حضرت ابوسلمہ اور حضرت خالد بن سعید ⊠ بھی آپ ہی کی محنت اور دعوت سے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے، یہ وہ اکابر صحابہ ⊠ ہیں جو آسمان اسلام کے اختر ہائے تاباں ہیں، لیکن ان چمکتے ہوئے ستاروں کا مرکز شمسی سیدنا صدیق اکبر ◆ ہی کی ذات تھی۔ (سیر الصحابہ ص ۱۳، ج ۱)

قارئین کرام! سیدنا صدیق اکبر ◆ کی محنت اور دعوت سے جن عظیم ہستیوں نے اسلام قبول کیا، ان کی حیثیت آفتاب نبوت ﷺ کے چمکتے ہوئے ستاروں یعنی جماعت صحابہ کرام ⊠ میں ریڑھ کی ہڈی کی مانند تھے، حضرت عثمان بن عفان ◆ کا اعزاز یہ ہے کہ ان کو محبوب دو عالم ﷺ نے جنت میں اپنا رفیق بنایا

☜ حضرت سعد بن ابی وقاص ◆ کا اعزاز یہ ہے کہ انہوں نے اسلام میں سب سے پہلا تیر چلایا۔

☜ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح ◆ کا اعزاز یہ ہے کہ ان کو امین امت کا لقب عطا ہوا۔

☜ حضرت خالد بن ولید ◆ کا اعزاز یہ ہے کہ انہوں نے ۱۲۵ لڑائیوں میں دشمنان اسلام کے دانت کھٹے کیے۔

☜ سیدنا صدیق اکبر ◆ کی محنت سے اسلام قبول کرنے والوں کو رب ذوالجلال نے جب اتنا مقام دیا ہے تو سیدنا صدیق اکبر ◆ کی شان اور مقام و مرتبہ کتنا بلند ہوگا؟ جی ہاں! کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

خدا نے کس قدر افضل کیا صدیق اکبر ◆ کو | نبی کے بعد کا رتبہ دیا صدیق اکبر ◆ کو
بنا مدفن مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں | نہیں کرتے محمد ﷺ بھی جدا صدیق اکبر ◆ کو
عقیدت مند ہم انور ہیں یاران محمد ﷺ کے | کریں گے پیش نذرانے سدا صدیق اکبر ◆ کو

سیدنا صدیق اکبر ♦ کی شخصیت اتنی باکمال تھی کہ دشمن بھی آپ کی عزت وعظمت کا اقرار کرتے تھے ایک دن آپ ♦ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ ♦ کو روک کر دعوت دی، جناب سیدنا صدیق اکبر ♦ ابھی دعوت دے رہے تھے کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ ♦ کے سگے چچا نوفل بن خویلد آ گئے، اس نے ان دونوں حضرات کو پکڑ کر رسیوں سے باندھا اور خوب مارا، آفتاب نبوت ♏ کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی تو محبوب آقا ♏ نے اپنے پیارے رفیق یعنی سیدنا صدیق اکبر ♦ کو سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم فرمایا۔

سیدنا صدیق اکبر ♦ تعمیل حکم میں سواری پر سوار ہو کر حبشہ کی طرف رواں دواں ہوتے ہیں تو مقام برک الغماد پر رئیس بنو قارہ ابن دغنہ سے ملاقات ہوتی ہے، ابن دغنہ نے صداقت وشرافت کے سرچشمہ سیدنا صدیق اکبر ♦ کی سواری کی لگام پکڑ کر کہا کہ اے صدیق اکبر! آپ کو اس جگہ سے ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھنے دوں گا، سیدنا صدیق اکبر ♦ نے جواباً فرمایا کیوں؟ کیا وجہ ہے؟ تو رئیس بنو قارہ کے الفاظ یہ تھے:

''**انک لتصل الرحم و تحمل الکل و تکسب المعدوم و تعین علی نوائب الحق و تقری الضیف** (اے ابوبکر صدیق!) آپ صلہ رحمی کرنے والے ہیں، لوگوں کے بوجھ اٹھانے والے ہیں، جس کے پاس کچھ نہ اس کو دینے والے ہیں، حق بات کی تائید کرنے والے ہیں اور مہمان نوازی کرنے والے ہیں، اس کے بعد آپ واپس مکہ آ گئے اور دوبارہ حضور ♦ کے ساتھ مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی، حضرت خارجہ بن زید ♦ کے گھر مدینہ میں قیام کیا، حضرت حارثہ بن زہیر ♦ کے ساتھ مواخات قائم ہوئی، مسجد نبوی کی تعمیر میں بھرپور حصہ لیا، تمام غزوات میں آفتاب نبوت ♏ کے ساتھ ساتھ رہے، امامِ دوعالم ♏ کی رحلت کے بعد خلیفہ اول مقرر ہوئے، دو سال، تین ماہ، انیس دن تک خلافت کی، گیارہ (۱۱) لاکھ مربع میل پر اسلامی پرچم لہرایا، یمامہ، بحرین، عمان، شام اور مصر کے علاقوں کو فتح کر کے اسلام کے پرچم کو لہرایا۔

ترسیٹھ سال کی عمر میں وفات پائی، نماز جنازہ حضرت عمر ♦ نے پڑھائی، آپ کی روایات کی تعداد بقول علامہ سیوطی ؒ ۱۴۲ ہے۔

خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر ♦ کی عظمت، شان، مقام اور رفعت کو بیان کرنے کے لیے یہی بات کافی ہے کہ:

وہ گلستانِ دیں کا اک مہکتا ہوا گلاب — جس کو دیا حضور ♏ نے صدیق ♦ کا خطاب
وہ جس کی نیکیاں تھیں تاروں سے بھی فزوں — وہ جس سے حضور ♏ کو محبت تھی بے حساب

حضرت سیدنا صدیق اکبر ♦ ایک نظر میں

مرسلہ: مولانا محمد سہیل صدیق ننکانوی صاحب

⌘ آپ کا نام: عبداللہ ♦۔ کنیت ابوبکر ♦۔ لقب: صدیق و عتیق ♦
⌘ والد کا نام عثمان۔ والدہ کا نام سلمی
⌘ قبل از اسلام ایک متمول تاجر کی حیثیت رکھتے تھے۔
⌘ قبل از اسلام بھی قبیح افعال مثلاً بت پرستی، شراب نوشی وغیرہ سے محفوظ تھے۔
⌘ سیدالانبیاء ﷺ کے ساتھ بچپن سے ہی خاص انس و تعلق تھا۔
⌘ مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔
⌘ قبول اسلام کے بعد ہمہ تن اشاعت اسلام میں مشغول ہو گئے۔
⌘ اشاعت اسلام کی وجہ سے بہت زیادہ تکلیفیں اور مشقتیں برداشت کیں۔
⌘ ہجرت کے موقع پر سیدالانبیاء ﷺ کے ہم سفر تھے۔
⌘ مسجد نبوی کے لیے خریدی گئی زمین کی قیمت ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔
⌘ مسجد نبوی کی تعمیر میں شریک ہوئے۔
⌘ غزوہ بدر، غزوہ احد سمیت دیگر تمام غزوات میں شرکت فرمائی۔
⌘ ۹ھ میں سیدالانبیاء ﷺ کی طرف سے امارت حج کے منصب پر مامور کیے گئے۔
⌘ حجۃ الوداع کے موقع پر سیدالانبیاء ﷺ کے ہمرکاب تھے۔
⌘ سیدالانبیاء ﷺ کی حیات طیبہ میں بھی امامت نماز کی سعادت نصیب ہوئی۔
⌘ سیدالانبیاء ﷺ کے دنیا سے سے پردہ فرمائے جانے کے بعد باجماع صحابہ ؓ پہلے خلیفۃ الرسول ﷺ مقرر ہوئے۔
⌘ اپنے دورِ خلافت میں پیدا ہونے والے تمام فتنوں جھوٹے مدعیان نبوت، منکرین زکوٰۃ اور مرتدین وغیرہ کا بڑی جرأت و بہادری سے مقابلہ کیا اور ان کا قلع قمع کیا۔

- ⌘ اپنے دورِ خلافت میں حضرات صحابہ کرام ☐ کے مشورہ سے قرآن مجید کو کتابی شکل میں جمع کرنے کا حکم فرمایا اور جامع القرآن کا لقب پایا۔
- ⌘ اپنے دور خلافت میں عراق، شام اور دیگر علاقوں پر فتح پا کر ان کو اسلامی حکومت کے زیرنگیں کیا۔
- ⌘ اپنا کل مال راہ خدا میں خرچ کر کے خدائے ذوالجلال کی طرف سے سلام پایا۔
- ⌘ آپ ♦ دربار نبوت کی حاشیہ نشینی سے آسمانِ فضل وکمال پر مہر درخشاں بن کر چمکے۔
- ⌘ سیدالانبیاء ♏ کے سسر ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔
- ⌘ تقوی، زہد، اخلاق واخلاص اور تواضع کے پیکر بے کراں تھے۔
- ⌘ انفاق فی سبیل اللہ میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتے تھے۔
- ⌘ قرآن مجید نے آپ ♦ کا تذکرہ کیا۔
- ⌘ تینتالیس (۴۳) سال سیدالانبیاء ♏ کے چہرۂ انور کی زیارت نصیب ہوئی۔
- ⌘ انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام لوگوں سے بلند مرتبہ پایا۔
- ⌘ سیدنا الانبیاء ♏ کی عمر کے برابر عمر پائی۔
- ⌘ نہایت نحیف ولاغر اندام تھے، چہرہ کم گوشت اور رنگ گندم گوں تھا۔
- ⌘ پیشانی بلند وفراخ اور آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، بالوں میں مہندی کا خضاب کرتے تھے۔
- ⌘ ۲ سال، ۳ ماہ اور ۱۹ دن گیارہ لاکھ مربع میل پر حکومت کی۔
- ⌘ ۲۲ جمادی الاخری ۱۳ھ بروز پیر رحلت فرمائی۔
- ⌘ آپ ♦ کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس ☐ نے غسل دیا۔
- ⌘ حضرت عمر فاروق ♦ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور حضرت عمر فاروق ☐ نے قبر میں اتارا۔
- ⌘ روضۂ اقدس میں سیدالانبیاء ♏ کے پہلو میں آرام فرما ہیں اور قیامت کے دن سیدالانبیاء ♏ کے ساتھ ہی اٹھائے جائیں گے۔ رضی اللّٰه عنهم و رضوا عنه

(ماخوذ خلفاء راشدین ☐)

رحمتِ دارین ﷺ کے محرمِ اسرار نبوت

حضرت حذیفہ بن الیمان ♦

◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊ محترم جناب محمد عبداللہ صدیقی صاحب (کراچی) ◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊◊

رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے برگزیدہ و بلند مرتبہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مقدس جماعت کے ایک جلیل القدر صحابی رسول حضرت حذیفہ بن الیمان ♦ وہ خوش قسمت انفرادی شخصیت کے مالک تھے جنہیں خود سالار انبیاء فخر رسل حضرت محمد ﷺ نے قیامت میں اپنی معیت کی بشارت سنائی۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ اور خاص لقب ''صاحب سِرّ رسول اللہ'' یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محرم راز یا محرم اسرار نبوت تھا۔ اس لقب کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منافقین کے نام بتا دیئے تھے۔ جن کو وہ راز داری اور امانت داری کے ساتھ محفوظ رکھتے تھے۔

حضرت حذیفہ ♦ کا تعلق بنو غطفان کے خاندان عبس سے تھا ان کے والد عام طور پر الیمان (یمان) کے نام سے مشہور تھے لیکن باختلاف روایت ان کا اصل نام حسل یا حسیل تھا۔ اپنی قوم کے کسی آدمی کے قتل کر دینے کے بعد وہ یمن سے یثرب (مدینہ منورہ) آ گئے تھے اور یہیں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔ خاندان بنو عبدالاشہل سے حلیفانہ تعلقات قائم کر لئے تھے اور ایک اشہلی خاتون رباب بنت کعب سے شادی کر لی تھی۔ انہی کے بطن سے حضرت حذیفہ ♦ پیدا ہوئے۔ اوس وخزرج چونکہ یمنی الاصل تھے اس لئے حسیل کا نام قوم نے یمان رکھ دیا۔ اس نام نے شہرت پائی تو اصلی نام لوگ بھول گئے تو جب تک سرور کونین ﷺ ابھی مدینہ طیبہ تشریف نہیں لائے تھے لیکن ظہور قدسی کا پتہ چلا اور حسیلؓ اور حذیفہؓ نے داعئ اسلام کی خبر مسرت اثر سن کر یہ دونوں سعید الفطرت باپ بیٹا وقت ضائع کئے بغیر مکہ پہنچ گئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بادۂ ایمان سے معمور ہو گئے۔ بعد میں حضرت حذیفہؓ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا اور ایک بھائی صفوان بھی نعمت اسلام سے بہرہ یاب ہو گئے۔

غزوۂ بدر سے پہلے حضرت حسیل ♦ اور حضرت حذیفہ ♦ مکہ میں تھے۔ غزوہ کی خبر سنی تو اس میں شرکت کے لئے مکہ سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں مشرکین نے روکا اور پوچھا کہ (حضرت) محمد ﷺ کے پاس جا رہے ہو؟ انہیں جواب ملا کہ ہم تو اپنے گھر مدینہ جا رہے ہیں، مشرکین نے کہا تمہارے مدینہ جانے پر ہمیں اعتراض نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ محمد ﷺ کی حمایت میں تم ہمارے خلاف ہتھیار نہیں اٹھاؤ گے۔ دونوں نے طوعاً وکرہاً مشرکین کی شرط مان لی اور ان کے پنجہ سے چھوٹ کر مدینہ طیبہ پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی غزوہ کے لئے روانہ نہیں ہوئے تھے دونوں نے بارگاہ رسالت میں پہنچ کر واقعہ بیان کیا اگرچہ اس وقت

ایک ایک آدمی کی اشد ضرورت تھی لیکن رحمت دارین ﷺ نے فرمایا تم اپنا عہد پورا کرو اور واپس جاؤ ہم کو اللہ تعالیٰ کی مدد درکار ہے انہوں نے حضور ﷺ کے ارشاد کی تعمیل کی اور دل پر پتھر رکھ کر واپس چلے گئے۔

غزوۂ احد میں دونوں باپ بیٹا نہایت ذوق وشوق سے شریک ہوئے، غزوۂ احد میں ایک اتفاقی لغزش کی وجہ سے مسلمانوں میں افراتفری پھیل گئی تھی کہ حسیل الیمان ◆ کو غلطی سے مشرک سمجھ کر شہید کر دیا گیا۔ حذیفہ ◆ نے پکار کر کہا اور اپنے والد کی نشاندہی بھی کی مگر کان پڑی آوازوں سے غلطی سے وہ اپنے ہی آدمیوں کے ہاتھوں شہید کر دیئے گئے۔ حضرت حذیفہ ◆ نے کمال عفو و درگزر سے کام لے کر وسیع القلبی اور صبر کا ثبوت فراہم کیا اس لئے بھی کہ یہ فعل نادانستگی میں سرزد ہوا تھا بس **یغفر اللہ لکم** کہہ کر حضرت حذیفہ ◆ خاموش ہو گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ سن کر حضرت حذیفہ ◆ سے اظہار ہمدردی کیا اور ان کے جذبہ عفو کی تحسین فرمائی نیز فرمایا کہ قاتل و مقتول دونوں ماثور و مثاب ہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنی جیب خاص سے حضرت حذیفہ ◆ کو دیت عطا فرمائی حضرت حذیفہ ◆ نے کمال کر دیا کہ پوری دیت کو مسلمانوں پر صدقہ کر دیا۔ اور ایک درہم تک اپنے استعمال میں نہیں لائے۔

حضرت حسیل الیمان ◆ کے نواسے اصیرم عبدالاشہل ◆ بھی جنگ احد میں شہید ہوئے انہوں نے عین میدان جنگ یا لڑائی شروع ہونے سے پہلے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر جام شہادت نوش کیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی شہادت کی خبر سنی تو فرمایا کہ اس نے عمل تو تھوڑا کیا لیکن اجر بہت زیادہ پالیا۔

مخبر صادق ﷺ کے نڈر مخبر خاص ◆:

غزوۂ احزاب کے موقعہ پر حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کو ایک عظیم سعادت حاصل ہوئی۔ کفار کا ٹڈی دل لشکر جو ایک ماہ سے مدینہ منورہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا ایک رات سخت آندھی چلی سیاہ بادل چھا گئے ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دیتا تھا، طوفان برق و باد سے مشرکین کا بہت نقصان ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تباہی اور ان کی نقل و حرکت اور ارادوں کا جائزہ اور مخبری کے لئے تیار ہونے کے لئے پکارا۔ چوتھی بار حضور ﷺ نے خود حضرت حذیفہ ◆ کا نام لے کر پکارا کہ ''حذیفہ! تم جاؤ اور یہ کام تنہا کرو لیکن خبردار کسی مشرک پر حملہ نہ کر بیٹھنا''۔

یہ فرمانا تھا کہ حضرت حذیفہ ◆ تیز رفتاری سے مشرکین کے لشکر کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں عجیب افراتفری کا عالم دیکھا سب کو اپنی اپنی پڑی تھی۔ سرکردہ ابوسفیان ◆ کا حال یہ تھا کہ کمر میں شدید درد چوٹ لگنے کے سبب ہو رہا تھا اور کمر کو سینک رہا تھا حضرت حذیفہ ◆ نے اسے تاک بھی لیا تھا، مگر آقائے نامدار ﷺ کی ہدایت یاد تھی اس پر تیر چلانے اور کسی پر بھی اچانک حملہ کر دینے سے باز رہے۔ مشرکین کی شکستہ حالی اور بدحالی کا بغور جائزہ لے کر خدمتِ آنحضرت ﷺ میں واپس آئے اور تمام حالات من وعن عرض کر دیئے۔ حضور ﷺ ان کی کارگزاری سے بہت خوش ہوئے اور انہیں اپنا کمبل اوڑھا دیا۔ سفر کی تھکان اور سخت سردی کے سبب بے حال ہو رہے تھے کمبل اوڑھ کر اسی جگہ بے خبر سو گئے۔ صبح ہو گئی تو حضور سرورِ کونین،

رحمت دارین ♏ نے بڑی شفقت کے ساتھ یہ فرماتے ہوئے خود جگا دیا کہ قم یا نومان! اے سونے والے اب اٹھ جاؤ۔ جنگ احزاب میں شرکت کے بعد حضرت حذیفہ ♦ نے خیبر، بیعتِ رضوان، فتح مکہ مکرمہ اور دوسرے غزوات میں بھی مجاہدانہ حصہ لے کر سرخرو ہوئے۔

اخلاق و عادات:

وہ رفتار و گفتار اور عادات ہر چیز میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم طہارت فرماتے تو وہ پانی پیش کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے کا اتفاق ہوتا تو جب تک حضور ♏ نہ شروع فرماتے وہ کھانے کو ہاتھ تک نہ لگاتے۔ حضور ♏ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے تو ظہر سے عشاء تک آپ ♏ کی صحبت سے مستفیض ہوتے۔

مسند احمد بن حنبل ♋ میں ہے کہ ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عشاء کے بعد اپنے حجرہ مبارک میں روک لیا اور پھر اپنے ساتھ کھڑا کر کے نفلوں کی نیت باندھ لی۔ ساری رات دو رکعتوں میں گزر گئی یہاں تک کہ حضرت بلال ♦ نے فجر کی اذان دی اور حضور ♏ انہیں ساتھ لے کر فجر کی نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ سرورِ دو عالم ♏ کو حضرت حذیفہ بن الیمان ♦ سے بڑی ہی محبت تھی، بعض اوقات آپ ♏ ان سے تخلیہ میں گفتگو فرماتے تھے۔

ایک دفعہ حضور ♏ نے انہیں ازار کی حد بتائی اپنے دستِ مبارک سے ان کی پنڈلی کو چھوا۔ ایک اور موقع پر حضور ♏ لوگوں کے سامنے اس طرح تشریف فرما ہوئے کہ حضرت حذیفہ ♦ کے سینہ سے ٹیک لگا رکھی تھی۔

ام حذیفہ حضرت رباب □ بھی بڑی نیک بخت بی بی تھیں ان کو سرور دو عالم ♏ سے والہانہ عقیدت و محبت تھی اور دل سے چاہتی تھیں کہ حذیفہ ♦ باقاعدگی سے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا کریں۔ چند دن کی غیر حاضری کی اطلاع جب ماں کو ہوئی اور وہ سامنے آئے تو سخت ناراض ہوئیں اور حکم دیا کہ ابھی جاؤ خدمتِ اقدس ♏ میں حاضر ہو جاؤ۔ شام ہو رہی تھی وہ بھاگے بھاگے گئے مغرب کی نماز آپ ♏ کے پیچھے پڑھ کر حضور ♏ ہی کے پیچھے پیچھے نکلے، سر جھکائے ہوئے تھے آپ ♏ نے پیچھے مڑ کر دیکھا پوچھا کون؟ جواب دیا آپ کا غلام حذیفہ۔ فرمایا اللہ تیری اور تیری ماں کی مغفرت فرمائے۔ اس کے بعد بلا ناغہ حاضری بارگاہِ نبوت ♏ میں شعار بن گئی۔ حضور ♏ ان پر اس قدر شفقت فرماتے اور اعتماد کرتے کہ دوسروں کو رشک آتا تھا اور وہ انہیں صاحب السر لرسول اللہ ♏ کہتے تھے، قرآن پاک سے بے حد شغف تھا اور حافظ قرآن پاک بھی تھے۔ بقول امام احمد بن حنبل میانہ قد کے دبلے پتلے تھے۔ آگے کے دانت نہایت خوبصورت اور چمکیلے تھے ان سے نور کی شعائیں پھوٹتی تھیں۔ نظر ماشاء اللہ اتنی تیز تھی کہ صبح کاذب میں تیر کا نشانہ دیکھ لیتے تھے ♦۔

دیگر خصوصیات:

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کا شمار فضلائے صحابہ رضی اللہ علیہم میں ہوتا ہے اور مسلمانوں کے سبھی مکاتبِ فکر ان کی جلالتِ قدر و علم و فضل اور کمالِ زہد و تقویٰ کے قائل ہیں۔ قرآن پاک حدیث اور فقہ میں بھی درجۂ تبحر رکھتے تھے۔ علامہ سیوطی نے اتقان میں عبید کی کتاب القرأۃ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت حذیفہ عہد نبوی کے حفاظِ قرآن میں سے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منافقین کے نام تخصیص کے ساتھ بتا دیئے تھے لیکن انہوں نے امانت کی پاسداری پوری پوری اس طرح ہی کی کہ کبھی کسی منافق کا نام لوگوں میں سے کسی کو بھی نہیں بتایا اس لئے لوگ انہیں صاحب سرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رسول اللہ کے محرم راز) کہتے تھے۔ ہاں کبھی یہ کہہ دیتے تھے کہ اب اتنے منافقین زندہ موجود ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے معیار مقرر کر لیا تھا کہ جس شخص کے جنازہ میں حضرت حذیفہ شریک ہوتے وہ بھی شریک ہو جاتے تھے اگر وہ کسی عذر کے بغیر شریک نہ ہوتے تو امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اس جنازے میں نہ جاتے تھے۔ اور سمجھ لیتے تھے کہ متوفی منافقین میں سے تھا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں خاص اہتمام تھا۔ بلاخوف حکم شریعت دلنشین انداز میں پہنچا دیتے تھے۔ جب بھی موقع پاتے اصلاحی اور تبلیغی انداز کو ضرور اپناتے۔ نماز روزہ سے خاص شغف رکھتے تھے۔ فقر و فاقہ بہت محبوب تھا۔ لوگوں کو امیروں کے پاس جانے سے منع کیا کرتے تھے۔ دنیا کے جھمیلوں سے بہت نفرت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ سے سو (۱۰۰) سے کچھ اوپر احادیث بھی مروی ہیں۔

سن ۳۵ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت (جس کا انہیں بہت غم تھا) کے چالیس دن کے بعد راہی عالم بقا ہوئے۔ زندگی کے آخری دنوں میں اکثر استغفار اور گریہ و بکا میں مصروف رہتے تھے۔ لوگوں نے رونے کی وجہ پوچھی تو فرمایا مجھے دنیا سے جدائی کا غم نہیں ہے، میں موت کا خیر مقدم کرتا ہوں میرا رونا آخرت کے خوف کے سبب سے ہے، معلوم نہیں وہاں میرے ساتھ کیا معاملہ پیش آئے۔ دم نزع زبان پر یہ الفاظ تھے۔ ”الٰہی! اپنی ملاقات میرے لئے مبارک فرمانا کہ میں دنیا و مافیہا کی ہر شئ سے تجھے محبوب رکھتا ہوں“ وفات سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بیعت کر لی تھی۔ بیٹوں کو بھی وصیت کی تھی کہ وہ بھی ان کی تقلید کریں۔ چنانچہ ان کے دو بیٹے جنگِ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے شہید ہوئے۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ حضرت حذیفہ ♦ نے اپنے پیچھے چار بیٹے ابو عبیدہ، بلال، صفوان اور سعید چھوڑے تھے۔

ایک حدیث شریف: میں (حذیفہ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ♏ فرماتے تھے کہ چغل خور آدمی جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

جامعہ خیر المدارس کے دارالافتاء سے جاری شدہ استفتاء اور اس کا جواب

انبیاء کرام ؑ کے اجسام کے متعلق عباراتِ اکابر پر اعتراض کا جواب

مفتی محمد عبداللہ صاحب (رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

حضرت والا شیخ الحدیث قاطع شرک و بدعت، عصری فتنوں کے فاتح حضرت مولانا سرفراز خان صاحب دامت برکاتہم کی کچھ عبارات پیش نظر ہیں وضاحت فرمائیں:

۔ ادراک وشعور اور علم وغیرہ وہ دنیوی زندگی کی طرح ہے بالفاظ دیگر ان کے ارواح طیبہ کا تعلق اُن کے ابدان دنیوی سے ہے اور دنیا کی زندگی کی طرح ان کو ادراک وشعور اور علم حاصل ہے لیکن اگر کوئی دوسرا شخص اس زندگی کو دیکھنا چاہتا ہے تو اس کے لئے وہ بالکل محسوس نہیں ہوسکتی۔ اور حضرات انبیاء کرام کے اجسام مبارکہ ساکت وصامت ہی نظر آئیں گے کیونکہ وہ دوسروں کے حق میں غیر محسوس ہیں، اس لحاظ سے وہ دنیوی نہیں اور نہ دنیوی زندگی سے مشابہ ہے۔ (ص ۲۵۰۔۲۵۲)

۔ مولانا کاندھلوی ؒ لکھتے ہیں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی یہ برزخی حیات اگر چہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے الخ (تسکین الصدور ص ۲۵۰۔۲۵۲)

۔ روح المعانی کے حوالے سے لکھتے ہیں: ”لیکن یہ حیات دنیوی ”ظاہری“ نہیں کہ ہر ایک کو محسوس ہو سکے۔ (ص ۲۷۴)

۔ پس اگر فرض کیا جائے کہ حضرات انبیاء میں سے کسی کی قبر مبارک کھل گئی ہے تو لوگ ان کو اس طرح بے حس وحرکت دیکھیں گے کہ جس طرح دوسرے مُردوں کو دیکھتے ہیں جن کو زمین نہیں کھاتی۔ (روح المعانی ج ۲۲، ص ۳۸۰۷) (تسکین الصدور ص ۲۵۲)

۔ مولانا تھانوی ؒ لکھتے ہیں کہ: ”اس حیات سے مراد ”ناسوتی“ نہیں ہے وہ دوسری قسم کی حیات ہے جسے حیات برزخیہ کہتے ہیں اس کے بعد حضرت تھانویؒ قبر مبارک سے آپ ﷺ کے جسد اطہر کے نکالنے والا واقعہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں چنانچہ خود بادشاہ نے وہ سرنگ دیکھی تو معلوم ہوا کہ قبر مبارک تک پہنچ چکی ہے بادشاہ نے قدم مبارک کو بوسہ دے کر سرنگ بند کروادی اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ مخالفین کو بھی جسد اطہر کے صحیح سلامت ہونے کا ایسا پختہ اعتقاد ہے غرض کہ جسد اطہر موافقین اور مخالفین سب کے نزدیک محفوظ ہے“۔ (اشرف الجواب ص ۲۳۸۔۲۴۰)

۸۔ مولانا تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: ''اور یہی حیات برزخی ہے جس میں حضرات انبیاء علیہم السلام شہداء سے بھی زیادہ امتیاز اور قوت رکھتے ہیں حتیٰ کہ موت ظاہری کے بعد سلامت جسد کے ساتھ ایک اثر اسی حیات کا اسی عالم کے احکام میں بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مثل ازواج احیاء کے ان ازواج سے کسی کو نکاح جائز نہیں ہوتا اور ان کا مال میراث میں بھی تقسیم نہیں ہوتا''۔(بیان القرآن، آیت:۱۵۴)

۹۔ فقیہ امت، امام المتکلمین محدث زماں حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''ثم لاهل السنة قولان للروح فقط، او للروح والجسد، والمشهور الثاني، وقال الصوفية: العذاب للبدن المثالي''. (عرف الشذی ص:۳۵۵)

۱۰۔ مجدد تصوف حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اشرف الجواب میں رقم طراز ہیں: ''برزخ میں عذاب وثواب صرف جسم مثالی کو ہوتا ہے اہل کشف کو معلوم ہوا کہ عذاب فقط روح کو ہوتا ہے۔

۱۱۔ مفتی رشید احمد رحمہ اللہ کراچی والے لکھتے ہیں کہ: ''بندہ کا خیال ہے کہ اس مسئلہ کو جانبین نے اہمیت دے کر اتنا غلو کیا ہے کہ حدود سے تجاوز کر گئے۔ مسئلہ کی ایسی اہمیت نہ تھی کہ جس پر اختلاف اور افتراق کی نوبت آ جائے، اگر چہ کچھ اختلاف کرنا تھا تو علماء تک محدود رکھنا ضروری تھا، ہزاروں مسائل میں علماء کا اختلاف موجود ہے مگر ایسے مسائل کو عام سطح پر لا کر عامۃ المومنین کے اذہان کو مشوش کرنا مناظروں کے چیلنج، اشتہار بازی، پمفلٹ شائع کرنا، اس موضوع پر جلسہ کرنا امت کے شیرازہ کو اس طرح منتشر کرنا کوئی جواز نہیں رکھتا۔ ان حالات کے پیش نظر اس مسئلہ پر قلم اٹھانے پر عقل آمادہ ہے نہ طبیعت۔ مطلق حیات بنص قرآن ثابت ہے، نیز اس اجمال پر ایمان رکھنا فرض، اس کی تفصیل نہ منصوص ہے نہ اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ اور نہ ہی اس کی تحقیق وتدقیق کے ہم مکلّف ہیں۔ مجھے تو خطرہ ہے اس تحقیق میں پڑنا گستاخی نہ ہو، ورنہ کم از کم وقت کا ضیاع تو ہے ہی۔(احسن الفتاویٰ، ج:۴، ص ۱۹۱۔۱۹۲۔)

حضرت محترم مفتی صاحب! ہم تو ابھی تک یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ قبروں میں نماز پڑھتے ہیں، سب کچھ سنتے، سناتے ہیں مگر مذکورہ بالا عبارتوں سے کچھ اور مفہوم اخذ ہو رہا ہے۔ لوگ آ کر یہ عبارتیں پیش کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ تم کہتے ہو یہ عقیدہ کا مسئلہ ہے ان لوگوں کے اعتراضات کا کیا جواب دیا جائے؟ وہ کہتے ہیں ان ہی بزرگوں کے تم حوالے دیتے ہو اور ان ہی کی کتابوں میں یہ عبارتیں مرقوم ہیں۔ حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کی عبارت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس پر ایمان لانا بھی ضروری نہیں وغیرہ۔ اسی طرح علامہ انور شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دونوں قول اہل سنت والجماعت کے ہیں روح کو عذاب وثواب ہوتا ہے یا جسد مع الروح کو، قول ثانی کو قیل کے ساتھ نقل کیا ہے جو کہ ضعف کی طرف اشارہ ہے، وہ کہتے ہیں تم ہمیں معتزلی کہتے ہو، ان اعتراضات کا کوئی مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

السائل: فیصل خان، حضرو پیر داد۔ اٹک

الجواب حامدا ومصليا

آپ نے مماتی فرقے کے جو اعتراضات بھیجے ہیں یہ اعتراضات دجل وتلبیس پر مبنی ہیں۔ یہ ان کا پرانا طریقہء واردات ہے کہ اسلاف کی عبارات کی قطع وبرید کر کے بھولے بھالے عوام کے سامنے پیش کر کے اپنے باطل عقائد کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور عوام کے دل میں وساوس ڈال کر صراط مستقیم سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن ان کی یہ تمام کوششیں تار عنکبوت سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں ۔ہمارے اکابر نے اپنے اس عقیدہ کو اپنی بے شمار کتب میں صریح اور مفصل عبارات کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ان تفاصیل کی موجودگی میں اکابر کی عبارات میں قطع وبرید کر کے یہ ثابت کرنا کہ یہ حضرات عقیدہ حیات انبیاء کے قائل نہ تھے آفتاب نیم روز کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔ لہٰذا ان اکابر کی جانب یہ منسوب کرنا کہ یہ حیات النبی ☐ کے قائل نہ تھے ان پر صریح بہتان اور سفید جھوٹ ہے جیسا کہ آئندہ تفصیل سے واضح ہو جائے گا۔ ذیل میں اعتراضات کے جواب دینے سے پہلے نہایت اختصار کے ساتھ ہم یہ ثابت کریں گے کہ عقیدہ حیات النبی قرآن وسنت، اجماع امت اور قیاس صحیح سے ثابت ہے۔

عقیدۂ حیات انبیاء ☐ قرآن کریم میں:

🗁 **"واسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا اجعلنا من دون الرحمن الهة یعبدون"**

(زخرف :پ ۲۵)

اس آیت سے مفسرین نے انبیاء ☐ کی حیات پر استدلال کیا ہے۔ چنانچہ محدث العصر حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب ☐ فرماتے ہیں۔

"یستدل به علٰی حیاة الانبیاء"

(مشکلات القرآن صفحہ ۲۳۴، وھکذا فی الدر المنثور جلد ۶ صفحہ ۱۶، روح المعانی جلد ۲۵ صفحہ ۸، جمل جلد ۴ صفحہ ۸۸)

🗎. **"ولقد اٰتینا موسی الکتب فلاتکن فی مریة من لقائه" (الم سجده :پ ۲۱)**

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب ☐ موضح القرآن میں اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''معراج کی رات میں ان سے ملے تھے اور بھی کئی بار''

اور ملاقات بغیر حیات کے ممکن نہیں لہٰذا اقتضاء النص سے حیات انبیاء کا ثبوت ہوتا ہے یہاں اصول فقہ کا یہ مسئلہ بھی پیش نظر رہنا چاہیئے کہ جو حکم اقتضاء النص سے ثابت ہوتا ہے وہ بحالت انفراد قوت واستدلال میں عبارۃ النص کے مثل ہوتا ہے۔

🗏 **"ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰه اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون" (بقرہ:پ ۲)**

اس عبارت میں شہداء کی حیات تو بالکل صراحت ہے۔ اور انبیاء ☐ کی حیات دلالۃ النص سے ثابت ہو رہی ہے

حیاتِ انبیاء □ احادیث کی روشنی میں:

۱ . "عن انس رضی اللّٰہ عنہ مرفوعا الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" (شفاء السقام صفحہ ۱۳۴، حیات الانبیاء للبیہقی) وصححہ البیہقی (فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۳۵۲) ووافقہ الحافظ (فیض الباری جلد ۲ صفحہ ۶۴) رجال ابی یعلی ثقات (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۲۱۱)

۲ . "عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ مرفوعا قال ﷺ مامن احد یسلم علیّ الا رد اللّٰہ علیّ روحی حتی ارد علیہ السلام" (ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۷۹) رواتہ ثقات (فتح الباری جلد ۳ صفحہ ۲۷۹) اسنادہ حسن (السراج المنیر جلد ۳ صفحہ ۲۷۹) صححہ النووی فی الاذکار (ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۵۱۴)

۳۔ حضرت ابودرداء ♦ سے روایت ہے آنحضرت ♏ نے طویل حدیث میں فرمایا

" فنبی اللّٰہ حی یرزق فی قبرہ " (ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹) اسنادہ جید (ترجمان السنۃ جلد ۳ صفحہ ۲۹۷)

رجالہ ثقات (السراج المنیر جلد ۱ صفحہ ۲۹۰)

رجالہ ثقات (فیض القدیر جلد ۲ صفحہ ۸۷)

حیاتِ انبیاء اور اجماعِ امت:

امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی ♋ لکھتے ہیں:

"نحن نؤمن ونصدق بانہ ♏ حی یرزق فی قبرہ وان جسدہ الشریف لا تأکلہ الارض والاجماع علی ھذا" (القول البدیع صفحہ ۱۲۵)

علامہ داؤد بن سلیمان البغدادی لکھتے ہیں:

"والحاصل أن حیاۃ الانبیاء ثابتۃ بالاجماع" (المنحۃ الوھبیۃ صفحہ ۶)

قیاسِ صحیح اور حیاتِ انبیاء □:

حافظ ابن حجر عسقلانی ♋ فرماتے ہیں:

"واذاثبت انھم احیاء من حیث النقل فانہ یقویہ من حیث النظر کون الشھداء احیاء بنص القرآن والانبیاء افضل من الشھداء " (فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۳۷۹)

اعتراضات کا جواب:

اعتراضات کا جواب دینے سے پہلے تمہیداً عرض ہے کہ مسلک دیوبند اہل سنت والجماعت اہل حق کا ایک ایسا علمی اور روحانی دائرہ ہے جس کے عقائد ہرگز مشتبہ نہیں کہ کوئی شخص دیوبندیت کے نام پر جو کچھ چاہے کہتا رہے مسلک دیوبند کے نظریات اکابر دیوبند کی مرکزی علمی دستاویز "المہند علی المفند" میں قلم بند

ہیں جس پر حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن ؒ سے لیکر حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب ؒ تک سب اکابر کے دستخط موجود ہیں پس المہند مسلک دیوبند کی سرکاری ترجمان ہے جس کا تسلیم کرنا دیوبندیت اور جس سے انحراف مسلک دیوبند سے گریز کرنا ہے۔ حیات انبیاء کے بارے میں المہند کا تاریخی فیصلہ درج ذیل ہے۔

"عندنا و عند مشائخنا حضرة الرسالة ﷺ حی فی قبره الشریف وحیاته ﷺ دنیویة من غیر تکلیف وهی مختصة به ﷺ وبجمیع الانبیاء.....فثبت بهذاأن حیاته دنیویة برزخیة لکونها فی عالم البرزخ" (ص۱۳ و ص۱۴)۔

اب اعتراضات کے نمبروار جوابات دیئے جاتے ہیں۔

نمبر۲، ۳، ۴، ۵: جاننا چاہیے کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں بتعلق روح مع الجسد حیات ہیں۔ یہ حیات برزخی ہے بایں معنی کہ دنیاوی زندگی کے تمام لوازمات (اکل وشرب وغیرہ) اسکے لئے ضروری نہیں۔ ہاں ادراک شعور علم وغیرہ میں اور اس اعتبار سے کہ ان کی ارواح طیبہ کا تعلق دنیاوی بدن سے ہے وہ دنیاوی زندگی کی طرح ہے۔ لیکن یہ حیاۃ دنیاوی، ظاہری نہیں ہے کہ ہر ایک کو محسوس ہو سکے (فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد۵ صفحہ ۳۹۷)۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی یہ دنیاوی حیاۃ اگر ہر ایک کو محسوس ہو جائے اور نظر آجائے تو ایمان بالغیب نہ رہے گا جو کہ اس دار تکلیف کے منافی ہے۔

اب سمجھیں ان چار عبارات میں جو نفی ہے وہ ظاہری دنیاوی حیاۃ کی ہے نہ کہ دنیاوی حیاۃ کی لہذا ان عبارات کا عقیدہ حیات انبیاء کے ساتھ سرے سے کوئی تعارض ہی نہیں ہے۔ جبکہ تسکین الصدور میں صاف لکھا ہے ان کی ارواح طیبہ کا تعلق ان کے ابدان دنیاوی سے ہے اور دنیا کی زندگی کی طرح ان کو ادراک وشعور حاصل ہے۔ (تسکین الصدور صفحہ ۳۷)

نیز لکھا ہے کہ حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے۔۔۔۔ اور روضۂ اقدس میں جو درود پڑھا جائے اسے بلا واسطہ سنتے ہیں۔ (تسکین الصدور صفحہ ۳۷)

لہذا مماتی فرقہ کا ان عبارات کو لیکر اعتراض کرنا دجل اور فریب پر مبنی ہے۔

۶۔ نمبر۵ کے تحت اشرف الجواب صفحہ ۲۳۸ کی عبارت بالکل ناقص ذکر کی ہے پوری عبارت سے کسی قسم کا اشتباہ نہیں ہوتا چنانچہ حضرت فرماتے ہیں:

"حضور ﷺ کی قبر مبارک کے لئے بہت کچھ شرف حاصل ہے کیونکہ جسد اطہر اس کے اندر موجود ہے بلکہ حضور خود، یعنی جسد مع تلبس روح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ قبر میں زندہ ہیں

قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق ہیں۔صحابہ کا بھی یہی اعتقاد ہے۔حدیث میں بھی نص ہے۔"**نبی اللّٰہ حی فی قبرہ یرزق**" کہ آپ ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ کو رزق پہنچتا ہے مگر یہ یاد رہے کہ اس حیات سے مراد ناسوتی نہیں ہے وہ دوسری قسم کی حیات ہے جس کو حیات برزخیہ کہتے ہیں۔"
(اشرف الجواب صفحہ ۲۳۸)

نیز مولانا اشرف علی تھانوی ؒ نے اس عبارت میں جو اس حیاۃ کے ناسوتی ہونے کی نفی کی ہے وہ من کل الوجوہ ناسوتی ہونا ہے نہ کہ **من بعض الوجوہ** (ادراک،شعور وغیرہ) ناسوتی ہونا۔کیونکہ دوسری جگہ مولانا اشرف علی تھانوی ؒ بذات خود انبیاء کے لئے ناسوتی زندگی کا اثبات کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اگر نظر کو اور وسیع کیا جائے تو حضور ﷺ کے لئے بعد وفات کے بھی حیات برزخی ثابت ہے اور وہ حیات شہداء کی حیات سے بڑھ کر ہے اور اتنی قوی ہے کہ حیات ناسوتی (عنصری اور جسمانی) کے قریب قریب ہے چنانچہ بہت سے احکام ناسوت کے اس پر متفرع ہیں۔۔۔۔الی قولہ..................اور حدیثوں میں صلوۃ وسلام کا سماع وارد ہے الخ (الظہور صفحہ ۵۸)

نیز المہند علی المفند کی سابقہ ذکر کردہ عبارت پر بھی مولانا اشرف علی تھانوی ؒ کے دستخط ہیں۔لہٰذا ثابت ہوا کہ اس مسئلہ میں مولانا اشرف علی تھانویؒ اکابر دیوبند اسلاف کے ۱۰۰ فیصد متبع ومثبت ہیں۔

۶۔اس عبارت کا بھی عقیدہ حیات انبیاء سے کوئی تعارض نہیں۔کیونکہ اہل سنت والجماعت حیات انبیاء کو برزخی مانتے ہیں بایں معنیٰ کہ یہ عالم دنیا میں نہیں ہے بلکہ عالم برزخ میں ہے۔البتہ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبہ کا تعلق ان کے دنیاوی جسموں کے ساتھ ہے اس اعتبار سے یہ زندگی دنیاوی زندگی کے مماثل ہے،مذکورہ عبارت میں مولانا اشرف علی تھانوی ؒ نے عقیدہ حیات الانبیاء کی ایک شق کو ثابت فرمایا ہے۔اس سے دوسری شق کا انکار لازم نہیں آتا۔جبکہ دوسرے مقامات پر مولانا اشرف علی تھانوی ؒ نے دوسری شق کو بھی صریح الفاظ میں ثابت فرمایا ہے۔(دیکھئے نمبر ۵ میں حوالہ الظہور صفحہ ۵۸)

۷۔مفتی رشید احمد صاحب ؒ بھی عقیدہ حیات الانبیاء میں قدم بقدم اہل سنت والجماعت کے ساتھ ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ احسن الفتاوی میں مفتی رشید احمد صاحب ؒ استحباب زیارۃ قبر النبی ﷺ کے دلائل دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"واحتج القائلون بانها مندوبة لقوله تعالى "ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا اللّٰه واستغفر لهم الرسول"...الآية

"وجه الاستدلال بها أنه ﷺ حي في قبره بعد موته كما في حديث" الانبياء احياء في قبورهم" فثبت ان حكم الآية باق بعد وفاته ﷺ فينبغي لمن ظلم نفسه ان يزور قبره و يستغفر اللّٰه عنده فيستغفر له الرسول" (احسن الفتاوی جلد ۴ صفحہ ۵۵۱)

اس سے معلوم ہوا کہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا جب حضور ﷺ کے مزار اقدس کے پاس آ کر استغفار کرتا ہے تو حضور ﷺ اس کے لئے استغفار کرتے ہیں آپ ﷺ اس کے استغفار کو سنتے ہیں پھر اس کیلئے استغفار کرتے ہیں۔

نیز مفتی رشید احمد صاحب ♋ نے احسن الفتاویٰ جلد ا صفحہ ۵۱۸، ۵۱۹ پر نو (۹) احادیث سے عرض **اعمال علی النبی** ﷺ **بعد الوفات** ثابت کیا ہے۔ اور عرض اعمال کی بنیاد ہی حیات وسماع کے عقیدہ پر ہے۔ **(کما لا یخفی لمن کان له قلب او القی السمع وهو شهید)**

اسی طرح مفتی رشید احمد صاحب ♋ فرماتے ہیں:

"حیاة الانبیاء علیهم السلام برزخیة ولکن بلغت حد الکمال فلذا یترتب علیها بعض احکام الحیاة الدنیویة من تحریم نکاح الازواج المطهرات وعدم اکل الارض اجسادهم وعدم الارث فی اموالهم" (احسن الفتاوٰی جلد ۴ صفحه ۱۸۱)

لہٰذا ثابت ہوا کہ مفتی رشید احمد صاحبؒ عقیدہ حیات انبیاء میں حرف بحرف اہل سنت والجماعت اور اکابر دیوبند کے ساتھ متفق ہیں۔ باقی آپ نے جو عبارت بھیجی ہے وہ محتمل ہے اس کو ایسی مراد پر محمول کریں گے کہ اس کا مذکورہ بالا صریح عبارتوں سے کوئی تعارض نہ رہے۔

مثلاً حضرت کا یہ جملہ "اس کی تفصیل نہ منصوص ہے اور نہ اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے"۔

اسکا مطلب یہ ہے کہ عقیدہ حیات انبیاء نصاً قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ نہیں ہے کہ اس کا منکر کافر ہو بلکہ اس کا منکر اجماع کی مخالفت کی وجہ سے گمراہ اور بدعتی کہلائے گا۔ اسکو کافر نہیں کہہ سکتے۔ اور عقیدہ حیات انبیاء پر ایمان لانا ضروریات دین میں سے نہیں بلکہ ضروریات اہل سنت والجماعت میں سے ہے۔

⌘ "نہ ہی اسکی تحقیق وتدقیق کے ہم مکلّف ہیں مجھے تو خطرہ ہے کہ اسکی تحقیق میں پڑنا گستاخی نہ ہو"

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی تحقیق گستاخی ہے جیسا کہ بعض چتر وڑی کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ ہم نبی علیہ السلام کے جسد اطہر کو چٹکی بھر کے دیکھیں گے اگر "سی" کی تو ہم عقیدہ حیات النبی ﷺ کے قائل ہو جائیں گے **(نعوذ باللّٰه من ذلک)**

⌘ "ورنہ کم از کم وقت کا ضیاع تو ہے ہی"۔

مراد یہ ہے کہ ابتداءً عقیدہ حیات النبی پر بحث مباحثہ نہیں کیا جائے گا۔ لیکن جب مماتی فرقہ نے اپنے عقائد باطلہ عوام کے ذہنوں میں ڈال کر ان کو گمراہ کرنے کی کوشش کی تو اہل سنت والجماعت نے دفاعاً مماتی فرقہ کے باطل دعوؤں کا منہ توڑ جواب دیا تا کہ عوام الناس کو فاسد عقیدہ سے بچایا جا سکے۔ لہٰذا مفتی رشید احمد صاحب ♋ ابتداءً مناظرہ کی نفی کر رہے ہیں نہ کہ دفاعاً۔

یہ تاویلات ضروری ہیں تا کہ مفتی رشید احمد صاحب ♋ کی اس محتمل عبارت کا ان کی صریح عبارتوں

سے تعارض نہ رہے۔

♈ـ حضرت علامہ انورشاہ صاحب کشمیری ♋ کا قول نقل کرنے میں خیانت سے کام لیا گیا ہے اور قطع وبرید کر کے عبارت نقل کی گئی ہے۔عرف الشذی کی مکمل عبارت درج ذیل ہے۔

"ثم لاهل السنة قولان قيل ان العذاب للروح فقط وقيل للروح والجسد والمشهور الثاني اختاره اكثر شارحي الهداية وهو المختار وان صار البدن ذرة ذرة في الدنيا فان الشعور لكل شئ عند جمهور الامة" (عرف الشذی جلد ۱ صفحه۲۰۶)

ایک روایت ہے کہ ایک مجوسی خلیفۂ ثانی حضرت عمر ♦ کی خدمت میں مُردوں کی تین کھوپڑیاں لیے ہوئے آیا اور کہنے لگا کہ تمہارے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو دنیا سے بے ایمان جاتا ہے تو اللہ اس کو آگ سے جلاتے ہیں۔آپ ♦ نے فرمایا بے شک ایسا ہی فرمایا ہے۔تو وہ کہنے لگا یہ کھوپڑیاں میرے باپ اور بھائی کی ہیں ان پر ذرا ہاتھ رکھ کر دیکھو کیا ان میں حرارت وگرمی ہے؟ فاروق اعظم ♦ نے لوہے کا ایک ٹکڑا اور پتھر سامنے رکھ کر کہا ذرا ان پر ہاتھ تو پھیرو کوئی حرارت محسوس ہوتی ہے؟ مجوسی نے ہاتھ پھیر کر کہا نہیں۔ پھر آپ ♦ نے لوہے کو پتھر پر مارا تو چنگاری نکلی تو اس سے پوچھا یہ آگ کہاں سے نکل پڑی؟ اس نے کہا کہ لوہے اور پتھر کے اندر چھپی ہوئی ہے رگڑنے سے ظاہر ہوگئی۔آپ ♦ نے فرمایا پھر تو کیسے انکار کرتا ہے ہوسکتا ہے کہ ان کھوپڑیوں میں بھی آگ چھپی ہوئی ہو اور تیرے ہاتھ کو محسوس نہ ہوتی ہو۔مجوسی بات کی تہہ کو پہنچ گیا اور توبہ کر کے مسلمان ہوگیا۔(تحفہ اثنا عشریہ اردو صفحہ۴۸۲)

مندرجہ بالا عبارت اور روایت سے معلوم ہوا کہ مشہور قول یہی ہے کہ عذاب جسم اور روح دونوں کو ہوتا ہے۔یہی جمہور کا مذہب ہے اور یہی مولانا انورشاہ صاحب کشمیری ♋ کا مختار قول ہے۔فلا اشکال

◉ـ کے تحت اشرف الجواب صفحہ۴۰۵ کی عبارت ''کہ اہل کشف کو معلوم ہوا کہ عذاب فقط روح کو ہوتا ہے اس میں لفظ ''فقط'' اپنی طرف سے لکھا ہے۔آپ کے اس ملفوظ کے آخر میں ہے کہ دوسرا بدن جو مشابہ اس بدن عنصری کے ہوتا ہے عالم برزخ میں دیا جاتا ہے تو جس طرح یہ حی تھا وہ بھی حی ہے۔سب عذاب و ثواب اس پر ہوتا ہے۔

⌘ ''اور اس بدن کی طرح اسے بھی حس ہوتی ہے''۔بلکہ اس سے زیادہ حس ہوتی ہے کیونکہ اس کا مادہ لطیف ہوتا ہے۔(اشرف الجواب صفحہ۴۰۶)

اس عبارت سے جسد عنصری کے ساتھ روح کے تعلق کی نفی نہیں بلکہ خط کشیدہ عبارت سے اس بدن کی شرکت بھی عذاب وثواب میں ثابت ہوتی ہے۔

اسی طرح سوال نمبر◉ کے تحت (اشرف الجواب صفحہ۴۸۴) کی عبارت بھی ناقص نقل کی ہے۔یعنی برزخ میں عذاب وثواب صرف جسم مثالی کو ہوتا ہے۔اسی صفحہ پر حضرت ♋ فرماتے ہیں گو برزخ میں جسد

عنصری کا ہونا کچھ کمال نہیں اور چند سطور بعد فرماتے ہیں انسان کو یہ دوسرا جسم عطا ہوتا ہے جو کہ جسم مثالی ہے۔عذاب وثواب اسی کو ہوتا ہے لہذا جسد عنصری پر عذاب وثواب محسوس نہ ہونے سے اس کی مطلقا نفی نہیں ہوسکتی۔پھر بعض دفعہ حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کے ظاہر کرنے کیلئے اس جسم عنصری پر بھی عذاب وثواب ظاہر کیا ہے۔چنانچہ اس قسم کے واقعات مذکور ہیں کہ بعض لوگوں نے کسی مردہ کی قبر میں آگ جلتے ہوئی دیکھی،بعض لوگوں کی قبر سے نہایت پاکیزہ خوشبو محسوس ہوئی۔لہذا اس حدیث پر کوئی اشکال نہیں خوب سمجھ لو!(اشرف الجواب صفحہ ۴۸۴)

نیز یہ بھی سمجھ لیں کہ بعض صوفیاء کرام کا مذہب یہ ہے کہ قبر اور برزخ میں راحت وکلفت روح اور بدن دونوں کو ہوتی ہے۔لیکن بدن اولیٰ عنصری اور مادی کو نہیں بلکہ بدن مثالی کو جوان کے نزدیک بدن عنصری کے اندر حلول کئے ہوئے ہوتا ہے اور قبر میں روح کا تعلق اس بدن مثالی سے ہوتا ہے اور راحت وعذاب اس بدن کو ہوتا ہے اگر چہ بدن عنصری ومادی ریزہ ریزہ ہو کر فنا ہی کیوں نہ ہو جائے۔

آپ کی جانب سے اشرف الجواب کی پیش کردہ عبارت سے مذکورہ بالا بات ہی ثابت ہے۔

بے شک یہ سب باتیں اپنے مقام پر حق اور صحیح ہیں لیکن یہ بات بخوبی سمجھ لینی چاہیئے کہ جو حضرات قبر اور برزخ میں حساب وسوال اور عذاب وراحت بدن مثالی کیلئے تسلیم کرتے ہیں وہ یہ نہیں فرماتے کہ بدن مادی اور عنصری کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا بلکہ ان کا نظریہ یہ ہے کہ بدن مثالی کے ساتھ بدن عنصری اور مادی بھی اس کارروائی میں برابر کا شریک ہوتا ہے۔چنانچہ صوفی کامل حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اسی طرح بلاشبہ مرنے کے بعد اجزائے بدن سے ہی روح کا تعلق رہتا ہے گو نیکوں کی روحیں علیین میں ہوتی ہیں اور بدوں کی سجین میں لیکن روحوں کا روحانی تعلق ابدان کے ذرات کے ساتھ رہنا ضروری ہے خواہ کسی قبر میں دفن کر دیں،خواہ جلا دیں،خواہ وہ ڈوب جائے ذرے ذرے کے ساتھ روح کا تعلق رہتا ہے۔ (المصالح العقلیہ حصہ سوم صفحہ ۳۲۷،۳۲۸)

لہٰذا ثابت ہوا کہ مولانا اشرف علی تھانوی ؒ کا عقیدہ ۱۰۰ فیصد اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے مطابق ہے۔**فلا مجال لاهل البدع علی اقواله فی اثبات زعمهم الباطل**

فقط واللہ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

۱۴/۳/۱۴۲۷ھ

یورپ کے فکری حملوں کا حل:
فکرِ اقبال ؒ کی روشنی میں

پروفیسر مولانا غازی عبدالرحمٰن قاسمی صاحب (ملتان)

تعارف:

برصغیر کے عظیم مفکر و فلسفی، شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال ؒ کے کلام میں مقصدیت اور معنویت نمایاں نظر آتی ہے۔ آپ کی شاعری میں نہ صرف اس وقت کے درپیش مسائل کے بارے رہنمائی ہے جب وہ اشعار کہے گئے بلکہ بعد میں آنے والے زمانوں کے لوگوں کے لئے بھی زندگی کا پیغام ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت عرب و عجم، یورپ و ایشیا میں اقبالیات کے مختلف پہلوؤں پر کام ہو رہا ہے۔ آپ کی شاعری میں وسعت، عالمگیریت اور آفاقیت کا پہلو نمایاں ہے۔ دین و دنیا کے معاملات، مشرقی اقدار اور اسلامی روایات کے گہرے مطالعہ کے بعد جو آپ نے پیغام دیا ہے اور جس خوبصورت انداز میں اسلام کی ترجمانی کی ہے اس کی بدولت آپ اہل علم کے حلقہ میں زندہ ہیں۔

اسلام کو اس وقت جو تحدّیات اور چیلنجز درپیش ہیں ان میں سب سے اہم ''اسلام کی فکری بنیادوں پر مغرب کی طرف سے یلغار'' ہے۔ کوئی دن ایسا نہیں جب اسلام کی مخالفت میں یورپ کی طرف سے کوئی مضمون، کتاب و متعلقہ مواد شائع نہ ہوتا ہو۔ جس کا مقصد اسلام کے احکامات پر جمود اور قنوطیت کی مہر ثبت کرنا ہے۔ حالانکہ ایک وقت تھا کہ یورپ نے فکری سامان عالم اسلام سے حاصل کیا۔ جس وقت قرطبہ اور اندلس کی یونیورسٹیوں میں مسلم علماء حکمت و معرفت کے موتی بانٹ رہے تھے یورپ جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا، جس وقت مسلمان اہل علم مختلف علوم و فنون پر کتب لکھ رہے تھے یورپ نے کاغذ کی شکل بھی نہیں دیکھی تھی، جس وقت مسلم معاشرے و علاقے اپنی تہذیب و ثقافت و صفائی میں دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال رہے تھے یورپ غلاظت کی دلدل میں گرفتار تھا۔ پھر یورپ نے کروٹ لی، دنیائے اسلام سے روشنی حاصل کرنا شروع کی نتیجہ یہ نکلا کہ وہ دنیا پر چھا گئے اور ہم اپنے اسلاف کے طور طریقے چھوڑ کر ذلیل و خوار ہو گئے۔ یہی بات علامہ اقبالؒ نے اپنے انداز میں یوں کہی:

کیا سناتا ہے مجھے ترک و عرب کی داستاں   مجھ سے کچھ پنہاں نہیں اسلامیوں کا سوز و ساز
لے گئے تثلیث کے فرزند میراثِ خلیل ◆   خشت بنیاد کلیسا بن گئی خاکِ حجاز

اسی بات کو ایک دوسرے انداز میں مفصل بیان کرتے ہوئے علامہ اقبال ؒ فرماتے ہیں:

کبھی اے نوجوان مسلم! تدبر بھی کیا تو نے وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوش محبت میں کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاج سردارا
گنوا دی ہم نے جو اسلاف کی میراث پائی تھی ثریا سے زمیں پر آسمان نے ہم کو دے مارا
مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آبا کی جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا
(بانگ درا)

یورپ نے جب فکری میدانوں میں اسلام پر حملے شروع کئے ،علامہ اقبال ؒ نے یورپ کے اس طرز عمل کا مشاہدہ کیا اور فراست ایمانی کی بدولت مستقبل میں اس کے مزید اثرات کو بھانپ گئے تھے اس لئے آپ کی فوری توجہ ''اسلام میں دینی تفکر کے انداز جدید'' کی طرف مبذول ہوئی۔جس کا مقصد یہ تھا کہ اسلام کی فلسفیانہ روایت اور دور جدید کی تازہ تبدیلیوں کے پیش نظر فکر اسلام کی تشکیل نو ہو۔مرحوم اس حقیقت سے بخوبی واقف تھے کہ اسلام میں انقلابی قوت اور متحرک کرنے کے عوامل بدرجہ اتم موجود ہیں۔مگر آخری پانچ صدیوں میں جو اجتہاد اور سوچ و بچار پر جمود طاری ہوا اس کی وجہ سے اسلام کی اصل شکل وصورت نظروں سے اوجھل ہوگئی ہے۔علامہ اقبال ؒ نے اپنے درددل کو ان الفاظ میں بیان کیا:

ہند میں حکمتِ دیں کوئی کہاں سے سیکھے نہ کہیں لذتِ کردار، نہ افکار عمیق
حلقہ شوق میں وہ جرأت اندیشہ کہاں آہ! محکومی و تقلید و زوال تحقیق
خود بدلتے نہیں، قرآن کو بدل دیتے ہیں ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق
ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق
(ضرب کلیم)

علامہ مرحوم سمجھتے تھے کہ اسلامی تعلیمات کی فوقیت اور ابدیت کو قدیم وجدید نظریات سے استفادہ کرتے ہوئے ایسے انداز میں بیان کیا جائے کہ اسلام کو فکری بنیادوں پر درپیش چیلنجز کا ازالہ ہو سکے۔ان کے نزدیک ملت اسلامیہ کی آزادی اور احیاء کے لئے اولاً سیاسی غلامی کی زنجیروں کو توڑنا ہوگا۔اور پھر نو آزاد مملکتوں کی تعمیر کے لئے انفرادی درجے کے اجتہاد کی بجائے اجتماعی اجتہاد کے ادارے قائم کرنا ہوں گے۔ان کے نزدیک ملت اسلامیہ کے احیاء اور بقاء دونوں کا راز اجتہاد کے بند دروازے کھولنے میں مضمر تھا۔

ڈاکٹر عبدالسلام خورشید لکھتے ہیں:''علامہ اقبال نے خطبات مدراس (تشکیل جدید الہیات اسلامیہ) کے دیباچہ میں یہ اہم اشارہ کیا کہ موجودہ زمانہ اس کوشش کے لئے موزوں ہے،اس اشارے میں بہت سے عناصر کارفرما تھے۔اول: یہ کہ دور جدید میں مذہب پر جو ہمہ گیر یلغار ہورہی تھی اس کا مقابلہ نئے ہتھیاروں

سے ہوسکتا تھا۔ دوم: دنیائے اسلام میں سیاسی بیداری کے جو آثار نظر آرہے تھے ان کا تقاضا بھی یہی تھا کہ ملت اسلامیہ نظریاتی اعتبار سے کیل کانٹے سے لیس ہو۔ سوم: برعظیم کے مسلمان جداگانہ انتخاب اور صوبائی خودمختاری کے ذریعے سے قومی تشخص کی بحالی کے لئے جدوجہد کررہے تھے اسے استحکام بخشنے کے لئے اور ایک مثالی نظام کی تشکیل کی خاطر نظریاتی بنیادیں فراہم کی جائیں'' (سرگزشت اقبال ؒ)

چنانچہ اس عظیم مقصد کے پیش نظر علامہ اقبال نے مدراس کے مقام پر آٹھ خطبات ''تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ'' کے نام سے دیئے تاکہ رائج الوقت علوم وفنون کو قرآن کریم کی روشنی میں پرکھ کر کھرا اور کھوٹا الگ کیا جاسکے۔ اقبال ؒ کے نزدیک اسلام سے علیحدہ زندگی کا کوئی تصور نہیں۔ اسلام زندگی کے ہر پہلو پر محیط ہے اور اپنے معنوی اثر ونفوذ سے معاشرے کو ایک مخصوص شکل عطا کرتا ہے۔ دین اسلام مسلمانوں کی زندگی کے سیاسی، اقتصادی، ثقافتی، عسکری، قانونی اور انتظامی تمام شعبوں کا روح رواں ہے۔ صرف اب تشکیل جدید کی ضرورت ہے۔ چنانچہ علامہ اقبال ؒ، استاذ الکل اور علوم اسلامیہ کے ماہر حضرت علامہ سید سلیمان ندوی ؒ اور عالم اسلام کے جید ترین محدّث حضرت علامہ انور شاہ کشمیری ؒ کے لاہور میں قیام کے شدید خواہش مند تھے تاکہ ان کی صحبتوں سے فیضیاب ہوا جائے۔ اور کتنی عجیب بات ہے کہ آج بعض مکاتب فکر علماء دیوبند کے بارے میں غیر مہذب زبان استعمال کرتے ہیں اگر وہ علامہ اقبال ؒ کے اکابرین علماء دیوبند کے بارے میں خیالات پڑھ لیں تو انہیں یقیناً اپنے خیالات پر ان کو نظر ثانی کرنا پڑے گی علامہ ؒ کے ایک خط کی عبارت نقل کررہا ہوں۔ علامہ اقبال ؒ لکھتے ہیں:

آج اسلام کی سب سے بڑی ضرورت فقہ کی جدید تدوین ہے جس میں زندگی کے ان سینکڑوں ہزاروں مسائل کا صحیح اسلامی حل پیش کیا گیا ہو جنہیں دنیا کے موجودہ قومی اور بین الاقوامی، سیاسی، معاشی اور سماجی احوال وظروف نے پیدا کردیا ہے مجھ کو پورا یقین ہے کہ اس کام کے لئے میں اور حضرت علامہ انور کشمیری ؒ دونوں مل کر ہی کرسکتے ہیں یہ مسائل کیا ہیں؟ ان کا سرچشمہ کہاں ہے؟ میں ایک عرصہ سے ان کا بڑے غور سے مطالعہ کررہا ہوں یہ سب مسائل شاہ صاحب ؒ کے سامنے پیش کروں گا اور ان کا صحیح اسلامی حل کیا ہے؟ یہ شاہ صاحب ؒ بتائیں گے اس طرح ہم دونوں کے اشتراک وتعاون سے فقہ جدید کی تدوین عمل میں آجائے گی (ماخوذ اقبال کے ممدوح علماء، ص ۳۸۔۳۹)۔

مگر افسوس کہ علامہ کی زندگی میں یہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکا۔ آج اگر اسلام کی فکری بنیادوں پر حفاظت کرنی ہے تو فکر اقبال سے بھی استفادہ ضروری ہے۔

میراپیغام دینی مدارس کے طلبہ کے نام

حافظ محمد سلیم صاحب رحیمی (کوئٹہ)

طالب علم کے لئے تعطیلِ سبق اور چھٹی کرنے کے نقصانات

(۱) تکمیل علم میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ (۲) ذہن اور قوت حافظہ پر برے اثرات پیدا ہو جاتے ہیں۔ (۳) طالب علم کا تعلیمی معیار کمزور ہو جاتا ہے۔ (۴) مدرسہ کے تعلیمی نظام پر برا اثر پڑتا ہے۔ (۵) دوسرے طلبہ کے بھی بگڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ (۶) اساتذہ اور ساتھیوں کی نظروں سے گر جاتا ہے۔ (۷) علم کی عظمت وقدر دل سے نکل جاتی ہے۔ (۸) طالب علم کا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ (۹) پڑھا ہوا سبق بھی بھول جاتا ہے کیونکہ تسلسل ختم ہو جاتا ہے۔ (۱۰) اساتذہ کرام کو دلی قطعی طور پر دکھ پہنچتا ہے جو کہ طالب علم کے لئے سخت نقصان دہ ثابت ہو جاتا ہے۔ (۱۱) بار بار ناغہ کرنے سے طلب علم سے وحشت بڑھ کر حصول علم میں رکاوٹ آ جاتی ہے۔ (۱۲) علم دین کا نبوی صلی اللہ علیہ وسلم رنگ نہیں چڑھتا کیونکہ علم کی روح محنت اور مشقت ہے۔ (۱۳) علم دین سے محروم ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے کیونکہ تعطیل کی وجہ سے علم کی قدر دل سے نکل جاتی ہے۔ (۱۴) تعطیل کے بعد پڑھنے میں دل نہیں لگتا۔ (۱۵) اللہ کو وہی عمل پسند ہے جو لگاتار اور ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا کیوں نہ ہو، تعطیل کا عمل اللہ کو پسند نہیں۔ (۱۶) اساتذہ اور والدین کی نافرمانی کی علامات میں سے ہے بلکہ تعطیل تو دنیاوی امور کے لئے تھی نہ کہ دینی امور کے لئے اس لئے اسلام سے دوری ہونے کا سبب ہے۔ (۱۷) قلب اور دماغ پر شیطان کے اثرات غالب آ جاتے ہیں کیونکہ نور علم میں تعطیل سے کمی ہوتی ہے نہ کہ زیادتی، جس کی وجہ سے شیطان اس پر قابو پالیتا ہے۔

باچا خان یونیورسٹی پر حملہ ایک بین الاقوامی سازش کا شاخسانہ ہوسکتا ہے

تحریر: حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب زید مجدہم

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد حنیف جالندھری کی روزنامہ اسلام سے خصوصی گفتگو:

روزنامہ اسلام: چارسدہ یونیورسٹی سانحے کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں آپ کیا سمجھتے ہیں کہ اس گھناؤنے فعل میں کونسی قوتیں ملوث ہوسکتی ہیں؟

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری: باچا خان یونیورسٹی پر حملہ انتہائی المناک سانحہ ہے۔ یہ پاکستان اور انسانیت پر حملہ ہے۔ یہ حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ اس واقعہ میں ملوث لوگوں کا سراغ لگائے اور پس پردہ عناصر کو بے نقاب کرے۔ تاہم یہ حملہ ایک بین الاقوامی سازش کا شاخسانہ ہوسکتا ہے۔ بار بار ہمارے تعلیمی اداروں کو ٹارگٹ کیا جارہا ہے۔ اس میں علاقائی و پڑوسی ممالک کا عمل دخل بھی ہوسکتا ہے اور خود پاکستان کے اندر ہماری دہشت گردی کے خلاف جنگ کا ردعمل بھی ہوسکتا ہے۔ کوئی بات یقینی طور پر نہیں کہی جاسکتی۔ بہرحال تمام پہلوؤں پر غور کی ضرورت ہے۔ تحقیقات کی جائیں اور ملوث مجرموں اور ان کے معاونین کو گرفتار کر کے عبرتناک انجام سے دوچار کیا جائے۔

روزنامہ اسلام: بعض لوگ یونیورسٹی حملے کو راہداری منصوبے سے جوڑ رہے ہیں۔ کیا ایسا کہنا صحیح ہے؟

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری: میں نے پہلے عرض کیا کہ ایسی تمام قوتیں اس میں ملوث ہوسکتی ہیں جو ملک کے امن و سلامتی اور ترقی کے درپے ہیں۔ وہ پاکستان کو پھلتا پھولتا نہیں دیکھ سکتیں۔ ان کی خواہش ہے کہ پاکستان کو اندرونی طور پر اتنا غیر مستحکم کردیا جائے کہ وہ سر اٹھا کر چلنے کے قابل نہ رہے اور ظاہر ہے کہ راہداری منصوبہ پاکستان میں ترقی کا ایک نیا دور لائے گا، اس لئے ان کی کوشش ہوگی کہ وہ یہ منصوبہ کسی طرح سبوتاژ کروائیں۔

روزنامہ اسلام: آپ پاکستان کے سب سے بڑے دینی تعلیمی بورڈ کے ذمہ دار ہیں دینی اداروں کی سیکورٹی کے لئے آپ کیا تجاویز دیں گے؟

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری: دینی مدارس کی سب سے بڑی سیکورٹی وہ اوراد و وظائف ہیں جو احادیث کی کتب سے منقول ہیں۔ الحمدللہ اہلِ مدارس ان کا اہتمام کرتے ہیں وقتاً فوقتاً سورہ یٰسین، آیت کریمہ اور آیت الکرسی کے ختم ہوتے ہیں وہ صرف اپنی نہیں بلکہ پاکستان اور ملک و ملت کی حفاظت کے لئے بھی دعائیں کرواتے ہیں۔ اس طرح اسباب کے درجے میں وسعت کے مطابق سیکورٹی کے انتظامات بھی

کئے جاتے ہیں۔ظاہر ہے کہ حکومت ہر ادارے اور یونیورسٹی کو سیکورٹی مہیا نہیں کرسکتی۔میرے خیال میں سب سے بڑی سیکورٹی یہ ہے کہ حکومت اصل ملزمان سامنے لائے اور ان کو سزا دے، ہمارا عدالتی نظام درست ہوجائے ادارے متحرک ہوں تا کہ ہم روز روز ایسے سانحات سے محفوظ رہ سکیں۔

روزنامہ اسلام: نیشنل ایکشن پلان کے باوجود ملک میں سانحات جنم لے رہے ہیں، آپ کیا سمجھتے ہیں کہ کیا نیشنل ایکشن پلان میں کوئی سقم تو موجود نہیں ہے کہ اسے ازسرِ نو مرتب کرنے کی ضرورت ہو؟

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری: دیکھیں ایک یہ بات ہے کہ ہم سانحہ کے بعد متحرک ہوں اور ایک یہ ہے کہ ہمارے ادارے اتنے الرٹ ہوں کہ سانحہ ہونے ہی نہ پائے۔نیشنل ایکشن پلان کا جو مقصد تھا وہ یہ نہیں تھا کہ ہم سانحہ کے بعد ایکشن میں آئیں۔

امریکا میں ایک 9/11 ہوا۔برطانیہ میں ایک بار 7/7 ہوا۔اس کے بعد نہیں ہوا۔ان ممالک نے اپنے اداروں کو اتنا متحرک کیا کہ اس کے بعد انہوں نے کوئی سانحہ رونما نہیں ہونے دیا۔آخر کیا وجہ ہے کہ ہمارے ہاں آئے روز نائن الیون اور سیون سیون ہوتے ہیں؟ ایکشن پلان میں جو اصل چیزیں تھیں ان کو نظر انداز کردیا گیا اور غیر ضروری اشیاء کی طرف اداروں کی توجہ زیادہ ہوگئی۔ضرورت ہے کہ نیشنل ایکشن پلان پر ازسرِ نو غور وخوض کیا جائے۔

روزنامہ اسلام: عموماً ملک کے اندر کسی بھی دہشت گردی کے واقعہ کو دینی قوتوں سے جوڑ دیا جاتا ہے، میڈیا اور مقتدر طبقے کے اس رویے پر آپ کیا کہیں گے؟

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری: میرے خیال میں یہ غیر حقیقت پسندانہ، غیر منصفانہ اور جانبدارانہ رویہ ہے۔یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسا کہ مغربی ممالک دہشت گردی کے ہر واقعہ کو اسلام، مسلمانوں اور بعض ممالک سے جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔اس سوچ میں تبدیلی آنی چاہئے۔

روزنامہ اسلام: حالیہ نیشنل ایکشن پلان کے تحت ملک کے اکثر مدارس کی چیکنگ کی گئی، آپ کا ادارہ ''جامعۃ الخیر'' بھی اس زد میں آیا۔آپ کی معلومات کی حد تک کیا کوئی مدرسہ دہشت گردی میں ملوث پایا گیا ہے؟

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری: یہ تو خود پنجاب کے وزیر قانون کا بیان آیا، کئی وفاقی وزرا اور اداروں کے سربراہوں نے تسلیم کیا ہے کہ سانحہ پشاور کے بعد حکومت نے ملک کے چھوٹے بڑے حتیٰ کہ دیہاتوں وقصبوں کے مدارس کی پورا ایک سال نگرانی کی گئی اور اچانک چھاپے مارے گئے مگر مدارس کا دہشت گردی سے کوئی تعلق ثابت نہیں ہوسکا۔مدارس بے داغ تھے، بے داغ ہیں اور بے داغ رہیں گے۔اب اداروں کو چاہئے بلکہ ان کا اخلاقی فرض اور ذمہ داری ہے کہ وہ اصل حقائق قوم کے سامنے لائیں اور بتائیں کہ ہم نے چھاپے مارے ہیں، چیکنگ کی ہے۔کوئٹہ سے گلگت تک ہر مدرسہ کو چھانا ہے، کسی مدرسے سے کوئی قاتل، ڈاکو، جواری اور اسلحہ برآمد نہیں ہوا۔

روز نامہ اسلام: ایران سعودیہ کشیدگی میں پاکستان کا کردار کیا ہونا چاہئے آپ کیا سمجھتے ہیں کہ جو شکایات سعودیہ کو ایران سے ہیں ممکن ہے وہی شکایات پاکستان کو بھی ایران سے ہوں؟

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری: یہ کشیدگی کوئی دنوں، عشروں یا مہینوں کی بات نہیں ہے۔ یہ برسوں پر محیط ہے۔ مشرق وسطیٰ کے کئی ممالک، عراق، شام، لبنان، بحرین اور یمن میں مسلح تصادم کی شکل اختیار کر گئی ہے، جس کا راستہ روکنا ضروری ہے۔ خصوصاً ایران کو اپنی خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے، اس کے توسیع پسندانہ عزائم کئی ممالک کے لئے اور خود ایران کے لئے بھی مسائل پیدا کر رہے ہیں۔ پاکستان کا اس میں کردار متوازن ہے۔ ہم پاکستان کی کوششوں کو تحسین کی نظر سے دیکھتے ہیں اور میاں نواز شریف اور جنرل راحیل شریف کے لئے دعا گو ہیں کہ ان کی کوششیں نتیجہ خیز ہونی چاہئیں، لیکن ایک بات کی وضاحت بہت ضروری ہے کہ سعودی عرب کا امن باقی ملکوں کے امن سے ذرا مختلف ہے۔ یہاں حرمین شریفین ہیں، جو مسلم امہ کی محبتوں اور عقیدتوں کا مرکز ہیں۔ یہاں ہر ملک کے مسلمان باشندوں کو آنا ہے۔ اس لئے سعودیہ کا امن صرف سعودیہ یا چند ممالک کی ضرورت نہیں، بلکہ پوری مسلم امہ کی ضرورت ہے اور حرمین کے تحفظ کی خاطر پوری دنیا کے مسلمان سعودیہ کے ساتھ ہیں۔

روز نامہ اسلام: کہا یہ جاتا ہے کہ درسِ نظامی کی اکثر کتب درسی طریقہ کار سے ہٹ کر لکھی گئی ہیں۔ تمرینات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ وقفہ کے بغیر مسلسل عبارات ہیں۔ اسی طرح منطق اور فلسفہ جیسے خشک مضامین پر زور دیا جاتا ہے۔ جدید طریقہ ہائے امتحان مثلاً معروضی وغیرہ کا تصور ہی نہیں ہے۔ اگر ان باتوں کو تسلیم کر لیا جائے تو کیا درسِ نظامی کے نصاب وطرزِ امتحان میں بہتری کی کوئی گنجائش ہے؟

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری: آپ کے سوال میں دو باتیں ہیں۔ نصابِ تعلیم اور طرزِ تعلیم۔ نصابِ تعلیم جن مقاصد کو مدنظر رکھ کر ترتیب دیا گیا ہے وہ اپنی ضروریات کو پورا کر رہا ہے۔ اس کا مقصد علمائے دین تیار کرنا ہے، جو وہ احسن طریقے سے کر رہا ہے۔ یہ نصاب مکمل بھی ہے اور جامع بھی۔ آج جن بڑے لوگوں، مثلاً شیخ الہند مولانا محمود حسن ؒ، حضرت انور شاہ کشمیری ؒ، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ، کے تذکرے ہم پڑھتے ہیں یہ حضرات اسی نصاب کو پڑھ کر تیار ہوئے تھے۔ آج بھی اگر اسی نہج کی محنت ہو ماہر اساتذہ ہوں اور محنت کرنے والے شاگرد ہوں تو آج بھی بڑے لوگ تیار ہو سکتے ہیں اور ہو بھی رہے ہیں۔ باقی اس میں کوئی چیز حرفِ آخر نہیں ہے، ایک نصابی کمیٹی ہے، جو حالات کے مطابق نصاب میں ضروری ترامیم کرتی رہتی ہے۔ وفاق نے منطق اور فلسفہ کی کتابوں میں تخفیف کر دی ہے اور جو کتب رکھی گئی ہیں وہ اس لئے کہ ان میں کتنی ایسی اصطلاحات موجود ہیں جو قرآن وسنت کو سمجھنے کے لئے ضروری ہیں۔ باقی رہا طرزِ تعلیم تو یہ ہر مدرسے کی اپنی صوابدید پر بھی ہوتا ہے اور وفاق کی کمیٹی بھی ہے جو

ضروری مشاورت کرتی رہتی ہے۔ اگرچہ آج جدید فلسفہ اور جدید مضامین کی ضرورت ہے، لیکن اصل مقاصد تعلیم ہیں جو مدنظر رہنے چاہئیں۔

روزنامہ اسلام: حکومت نے وفاق کی شہادۃ العالمیہ کو تو ایم اے کے برابر تسلیم کر رکھا ہے۔ تحتانی اسناد کو تسلیم نہ کرنے کے کیا اسباب ہیں؟

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری: اس میں حکومت کا یہ موقف ہے کہ ایم اے چونکہ ایک مخصوص مضمون ہوتا ہے اور شہادۃ العالمیہ کا حامل بھی صرف عربی اسلامیات ڈیپارٹمنٹ میں جائے گا، لیکن اگر عامہ، خاصہ کو میٹرک اور ایف کے برابر تسلیم کر لیا جائے تو اس کا حامل کسی بھی شعبہ اور ڈیپارٹمنٹ میں جا سکے گا، جس کے لئے ریاضی، سائنس اور انگلش کی ضرورت ہے۔ حکومت کا اصرار ہے کہ ساتھ یہ مضامین بھی ہونے چاہئیں۔ ہمیں اس سے بھی انکار نہیں ہے۔ ہم پڑھانے کو تیار ہیں، مگر امتحان کون لے گا؟ اسناد کون جاری کرے گا؟ اس پر بحث ہوتی ہے۔ حکومت سے اس معاملے میں مذاکرات جاری ہیں، اُمید ہے اس کا کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا۔

فتنوں کے اس دور میں

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب (امیر اتحاد اہل سنت والجماعت)

جدیدیت کا دور دورہ ہے، سائنسی اور مادی ترقی کی محیر العقول ایجادات آئے روز بڑھ رہی ہیں، دنیا گلوبلائزیشن کا روپ دھار چکی ہے انسان مصروف سے مصروف تر بنتا چلا جا رہا ہے، اس کا اٹھنے والا ہر قدم زندگی کی محدود سلطنت سے نکل کر موت کی منزل کی طرف مسلسل بڑھ رہا ہے۔

اس کو وہ وقت یاد ہی نہیں ہے کہ جب اس کے خالق اور مالک نے اس کو وجود بخشا، گل و آب کو انسانی سانچے میں ڈھالا، عقل وخرد کو اس کے خمیر میں گوندھا، نفع ونقصان کی پہچان دی، کامیابی وناکامی کے رستوں کی نشاندہی بھی کر دی، "وھدینه النجدین" معاملہ یہاں ختم نہیں ہوتا اس کی فطرت میں ذہول ونسیان کا عنصر بھی تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ جاری کیا تاکہ "عھد الست" ذہن نشین رہے۔ یہاں تک کہ خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت آمد ہوئی۔ قصرِ نبوت کی تکمیل سے اتمام نعمت کا عظیم احسان بھی ہوا۔

اسلام آیا ہدایت کے چراغ جگمگانے لگے، کفر وشرک کے اندھیرے چھٹنے لگے، معاشرتی بدتہذیبی کافور ہونے لگی، ادیانِ عالم میں اسلام کی ہمہ جہتی اور عالمگیریت کا سکہ چلنے لگا۔

خالقِ دو جہاں کی طرف سے محبوبِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا دستور عطا کیا گیا کہ جس میں امیر غریب، کالے گورے، عربی عجمی، شہری دیہاتی، نسب نسل، قوم قبیلہ، برادری وخاندان کی کمتری و برتری کا تصور مٹ گیا۔ امن وسکون، عدل وانصاف، چین وراحت، فرحت وسرور صرف عرب میں ہی نہیں بلکہ کائنات کے چپے چپے میں عام وتام ہو گیا۔ یعنی اسلام نے عرب کی حدود سے تجاوز کر کے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور پھیلا اور پھیلتا ہی چلا گیا۔

چونکہ اسلام ایک جامع مذہب کی حیثیت سے اپنا تعارف کراتا ہے، اس لئے دنیا بھر کے انسانوں کی قبل از پیدائش اور وفات تک ساری رہنمائی کی ذمہ داری لیتا ہے۔ جو لوگ اس کو محض عبادات کے خود ساختہ

خول میں قید کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ یہ بھی ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ اسلام کے مسلّمات، بنیادی نظریات اور اساسی عقائد میں زمانے کے بدلنے سے کوئی تبدیلی نہیں آسکتی۔

توحید کل بھی لازمی تھی، رسالت پر ایمان کل بھی ضروری تھا، ختم رسالت پر ایقان کل بھی فرض تھا، آخرت پر اعتقاد کل بھی ابدی نجات کا ایک ذریعہ تھا اور یہ ساری باتیں آج بھی ہیں اور ہمیشہ ہی رہیں گی۔

ایک طرف اسلام ہے تو دوسری طرف کفر بھی موجود ہے۔ یہودیت، عیسائیت، مورتیوں اور بتوں کے سامنے جبین نیاز جھکانے والے، قبروں اور آستانوں پر ناک رگڑنے والے، آگ اور ستاروں کی پرستش کرنے والے، درختوں اور پتھروں کو معبود ماننے والے، سورج و چاند کو الٰہ سمجھنے والے اور دیگر اہلِ باطل اپنی اپنی کاوشوں میں آج بھی مگن ہیں۔

ہمارے زمانے میں اہلِ اسلام کو راہِ راست سے ہٹانے اور ورغلانے کے لئے کئی طرح کے حربے استعمال کئے جارہے ہیں، ٹی وی کی روشنی سے لے کر موبائل کی اسکرین تک، کتاب کی تحریر سے لے کر منبر و محراب کی تقریر تک، ہر طرف سے دشمنِ دین چومکھی لڑائی لڑ رہا ہے، ذہنی غلامی سے لے کر جسمانی تشدد تک، اہل اسلام کو ہر طرح کے شکنجوں میں کسا جارہا ہے۔

اسی میں دشمنانِ دین کی پیداوار مخلوق بھی نمودار ہو رہی ہے، نت نئے فتنے جنم لے رہے ہیں، ہر روز کوئی نہ کوئی ''اسکالر'' اور ''پروفیسر'' اٹھ کر احکامِ اسلام اور عقائد اہل السنّت کو تختۂ مشق بنائے ہوئے ہیں۔ مسلم قوم کو کفار کے کچوکے پہلے ہی زخمی کر چکے ہیں پھر اہل الحاد و بدعت کے ہاتھوں ان پر نمک پاشی کا ستم۔ الٰہی! اس قوم کا کیا ہوگا؟

لیکن اے مسلمان! تجھے تیرے خالق و مالک نے فطرتِ سلیم اور عقل مستقیم عطا فرمائی، ایمان کی عظیم نعمت سے نوازا۔ تجھے قرآن دیا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان دیا، برگزیدہ بندوں کا کردار دیا۔ اپنے اسلاف اور اکابر کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے باطل کو چاروں شانے چت کر دیں۔

میدان کارزار بنے ہوئے ہیں، رزم گاہیں گرم ہیں، مختلف تقاضوں کے پیش نظر کئی ایک محاذ سجے ہوئے ہیں، ہر ایک دامن پھیلا پھیلا کر اپنی طرف بلا رہا ہے، سب سے پہلا میدان عقیدے کا ہے۔ اس کے لئے دینی مدارس میں وہ تعلیم دی جا رہی ہے جو مکہ مکرمہ میں، کوہِ صفا پر، غارِ حراء، میں مدینہ منورہ کی سرزمین پر اور طائف و حجاز کے تپتے صحراؤں سے لے کر بیت المقدس تک اور وہاں سے عرش معلٰی تک نبی علیہ السلام کو ملی۔ وحی الٰہی اور احادیثِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ رہنما اصول پڑھائے اور سکھلائے

جارہے ہیں جن کی معاشرے کو اشد ضرورت ہے۔

دنیا بھر میں علماء کرام وحی کی روشنی بانٹ رہے ہیں علوم نبوت کی ضوفشانی سے کرہ ارضی کو منور کر رہے ہیں، اصلاح معاشرہ میں سب سے اہل کردار ادا کر رہے ہیں، بھولی بھٹکی انسانیت کو وہی درس دے رہے ہیں جس سے خود انسان میں اور جس معاشرے میں وہ سانس لے رہا ہے دونوں میں سکون نصیب ہوگا۔

علماء کی مجالس میں شرکت کرنے والے اس سے بخوبی آگاہ ہوں گے کہ ان کی زبان پر خدائے لم یزل کا وہ فرمان جاری رہتا ہے: **واعتصموا بحبل اللّٰه جميعا و لا تفرقوا** اور ہادی عالم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **عن ثوبان ♦ قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وآله وسلم انما اخاف على امتي ائمة مضلين قال و قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وآله وسلم لا تزال طائفة من امتي على الحق ظاهرين و لا يضرهم من خذّ لهم حتى يأتي امر اللّٰه.** (سنن ترمذی ج۲ص۴۹۴)

آج دیکھا جائے تو ہم اسی دور میں ہی ہیں ہر طرف فتنوں کی یلغار ہے، وہی لوگ دین دشمنی کر رہے ہیں جن کو لسان نبوت نے ائمہ مضلّین یعنی گمراہ گروہوں کے سردار قرار دیا ہے۔ ان سے بچاؤ کی صورت وہی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی۔ اہل السنّت والجماعت ہی قیامت کے دن کامیاب ہوں گے۔ جو راہزن ''رہبروں'' کے روپ میں عوام کے ایمان وعمل برباد کر رہے ہیں ہم ایسے لوگوں کی نشاندہی کر کے عقائد ونظریات اور مسائل کا تحفظ کر رہے ہیں، ان کے بارے میں ہمارے ہاں مرکز اہل السنّت والجماعت میں علماء کرام کے لئے ایک سال کے کورس کا انعقاد کیا جاتا ہے جس میں درج ذیل علوم وفنون پڑھائے جاتے ہیں:

تجوید وقرأت، اصولِ تفسیر، تفسیر، اصولِ حدیث، حدیث، اصولِ فقہ، فقہ، اصولِ مناظرہ، مناظرہ، تقابلِ ادیان، حفظِ احادیث، اجراء صرف ونحو، تحریر وتقریر، مقالہ نگاری، فلکیات، کمپیوٹر وغیرہ۔ اس کے ساتھ ساتھ تربیتی مزاج کو ملحوظ رکھتے ہوئے خانقاہی ماحول بھی میسر کیا جاتا ہے تاکہ تصوف وسلوک، تزکیہ و احسان، طریقت ومعرفت کے اس ماحول میں ان کی اصلاح نفس ممکن ہو۔ اس کا اہتمام اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ یہی سربراہانِ قوم کل کو قیادت وسیادت کریں گے تو صحیح عقیدہ اور صحیح مسائل بتائیں گے۔ اس کے لئے پوری ''سنی'' قوم سے التماس ہے کہ ہم سب کے لئے دعا فرمائیں اللہ کریم دین کی خدمت کے لئے قبول فرمائے اور پھر اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں بھی قبول فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم۔

اشتہار فیصل آباد

فقاہت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دو واقعات

تحریر مولانا محمد سلیم صاحب (نور پور نورنگا، بہاولپور)

امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ آٹے کی تھیلی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مشکل حل کردی:

امام ابوبکر محمد زرنجری نے مناقب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں نقل کیا ہے کہ امام اعمش کو اوائل میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے میلان اور لگاؤ کم تھا اور ان کے بارے میں کچھ اچھی رائے نہیں رکھتے تھے، امام اعمش خلقی طور پر خوبصورت نہ تھے اور طبعی طور پر پتھر تھے، اسی مزاجی اور طبعی حدت کی وجہ سے گاہے گاہے مصیبت میں مبتلا ہو جاتے تھے، چنانچہ ایک حلف اٹھا بیٹھے کہ ”اگر میری بیوی نے مجھے آٹا کے ختم ہونے کی خبر دی یا اس سلسلہ میں کچھ لکھ کر دیا یا پیغام بھیجا یا کسی دوسرے کے سامنے اس کا ذکر کیا کہ مجھے آٹا ختم ہونے کی اطلاع ہو یا اس سلسلہ میں کوئی اشارہ کیا تو اس پر طلاق ہو، بیوی بے چاری حیران اور پریشان ہوگئی وہ اس مصیبت سے خلاصی چاہتی تھی گھریلو ضرورت اور قوت لایموت کے لیے آخر آٹے کے بغیر کیسے گذارا کیا جاسکتا تھا، بڑے بڑے علماء فقہاء نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ حل کرانے کا مشورہ دیا تو فورا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور سارا ماجرا سنا دیا، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس میں پریشانی کی کیا ضرورت ہے، مسئلہ اسہل اور آسان ہے۔ فرمایا کہ رات کو جب امام اعمش سو جائیں تو تو چپکے سے آٹے کی تھیلی ان کی چادر یا لنگی یا ان کے کسی بھی کپڑے سے باندھ دینا، صبح جب وہ اٹھیں گے تو آٹے کی خالی تھیلی کو اپنے کپڑے کے ساتھ بندھا ہوا دیکھ کر سمجھ جائیں گے کہ گھر میں آٹا ختم ہوگیا ہے، اسی طرح تمہارے معاش اور گذرانِ اوقات کی تدبیر ہوتی رہے گی، چنانچہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت کے مطابق اعمش کی بیوی نے ایسا ہی کیا جب امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور چادر یا لنگی اٹھائی یا کپڑے سمیٹے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آٹے کی تھیلی ساتھ ہی بندھی ہوئی ہے، کپڑے اٹھانے سے وہ بھی کھنچ کر آپ کے ساتھ آگئی، سمجھ گئے کہ گھر میں آٹا ختم

ہو گیا ہے۔

امام اعمش ؒ نے جب یہ منظر دیکھا تو پس منظر کے مدبر کو بھی جان گئے اور کہنے لگے کہ خدا کی قسم! ایسے حیلہ اور خلاصی کی تدبیر امام ابوحنیفہ ؒ کی ہی ہو سکتی ہے اور ہماری بات آگے چل کب سکتی ہے جب امام ابوحنیفہ ؒ موجود ہوں؟ اس شخص نے تو ہماری عورتوں پر ہماری قلت فہم اور عجز رائے ظاہر کر کے ہماری فضیحت کر دی ہے۔

دوسرا واقعہ ضحاک خارجی دم بخود رہ گیا:

اللہ پاک نے امام صاحب ؒ کو ذکاوت، جودت طبع اور مشکل سے مشکل مسئلہ کو ایسے عام فہم طریقہ سے سمجھانے کی صلاحیت دی تھی کہ مخالف سے مخالف شخص بھی قائل ہو جاتا تھا اور طویل بحثیں جلد اور آسانی سے طے ہو جاتی تھیں۔

سیرت النعمان میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ ضحاک خارجی جو خارجیوں کا مشہور سردار تھا بنوامیہ کے زمانہ میں کوفہ پر قابض ہو گیا تھا، امام ابوحنیفہ ؒ کے پاس آیا اور تلوار دکھا کر کہنے لگا کہ توبہ کرو، امام صاحب ؒ نے فرمایا کس بات سے؟ ضحاک نے کہا کہ تمہارا عقیدہ ہے کہ حضرت علی ♦ نے امیر معاویہ ♦ سے جھگڑے میں ثالثی مان لی تھی، حالانکہ وہ حق پر تھے تو ثالث ماننے کا کیا معنیٰ؟

امام صاحب ؒ نے فرمایا کہ اگر میرا قتل مقصود ہے تو اور بات ہے ورنہ اگر حق منظور ہے تو مجھ کو تقریر کی اجازت دو ،ضحاک نے کہا کہ میں بھی مناظرہ ہی چاہتا ہوں، امام صاحب ؒ نے فرمایا کہ اگر بحث ایسی ہو اور طے نہ ہو تو کیا علاج ہے؟

ضحاک نے کہا ہم دونوں ایک شخص کو منصف قرار دیں، چنانچہ ضحاک ہی کے ساتھیوں سے ایک شخص کا منصف کے لیے انتخاب کیا گیا کہ وہ دونوں فریق کی صحت اور غلطی کا تصفیہ کرے، امام صاحب ؒ نے فرمایا یہی تو حضرت علی ♦ نے کیا تھا، پھر ان پر الزام کیسا ہے؟ ضحاک دم بخود رہ گیا اور چپکے سے اٹھ کر چلا گیا۔

حضرت مولانا مفتی محمد اسحاق ؒ کی مختصر سوانح حیات

مولانا محمد ابوبکر صاحب (فاضل جامعہ خیر المدارس ملتان)

ولادت:

آپ کی ولادت ۱۳۴۹ھ مطابق ۱۹۳۰ء کو ضلع کرک کے علاقے بیٹا خیل مرانہ میں مولانا عبداللہ جان آفریدی کے گھر ہوئی۔

تعلیم:

آپ نے ابتداء سے چھٹی کلاس تک محلّہ کے سکول میں پڑھا، پھر اپنے تایا مولانا ناظم خان صاحب ؒ سے فارسی کی تمام کتب پڑھیں، اس کے بعد نحو وصرف (کافیہ، ہدایۃ النحو اور ارشاد الصرف) مولانا عمل دین صاحب ؒ سے پڑھیں، پھر مولانا عبداللہ جان صاحب ؒ سے قصبہ جلالیہ ضلع کیمل پور (اٹک) میں شرح ابن عقیل اور الفیہ حفظ کیں، پھر مولانا عبدالرحمٰن صاحب کامل پوری ؒ (سابق شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان) کے مشورہ سے ۱۹۵۰ء میں جامعہ خیر المدارس ملتان میں داخلہ لیا، چھ سال بعد ۱۹۵۶ء میں صحیحین (بخاری شریف و مسلم) استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری ؒ سے پڑھ کر درس نظامی سے سند الفراغ حاصل کی، اس دوران مفتی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم (شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور) آپ کے ہم درس تھے، ایک سال بعد درجہ تکمیل پڑھا اور ایک سال استاذ العلماء مولانا خیر محمد جالندھری کی زیر نگرانی مفتی محمد عبداللہ صاحب ڈیروی ؒ سے فتاویٰ نویسی کی تمرین کی۔

اساتذہ کرام:

- حضرت علامہ محمد شریف صاحب کشمیری ؒ سابق شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان
- حضرت مولانا جمال الدین صاحب مردانی
- حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب ڈیروی
- حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب ساہیوالوی
- حضرت مولانا عبدالشکور کاملپوری

خدمات:

استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری ؒ بانی جامعہ خیر المدارس ملتان نے ۱۹۵۸ء میں ابتدائی درجات کا مدرس اور مفتی محمد عبداللہ ؒ کا معین مفتی مقرر کیا، سترہ سال تک یہ خدمت سرانجام دی، پھر ۱۹۷۵ء میں جامعہ قاسم العلوم ملتان میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ؒ کی نگرانی میں بحیثیت نائب

مفتی تقرر ہوا، یہاں آپ نے ۱۴ سال خدمت سرانجام دیں، پھر ۱۹۸۹ء میں دوسری مرتبہ جامعہ خیر المدارس ملتان میں مفتی مقرر ہوئے، اور تا حیات دارالافتاء میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ کی اس دینی خدمات کا عرصہ تقریباً ۵۶ سال پر محیط ہے۔

فتاوی:

آپ ؒ کے قلم کی نوک سے نکلے ہوئے فتاوی کی تعداد ۲۰ ہزار سے زائد ہے، جو کہ اکثر خیر الفتاوی جلد ۱ تا ۵ میں شائع ہو چکے ہیں اور کئی فتاوی غیر مطبوعہ ہیں اور ہر موضوع پر فتاوی ملتے ہے۔

اولاد:

آپ کے پانچ بچے ہیں جن میں دو بیٹے مولانا نفیس احمد، مولانا خیر محمد اور تین بیٹیاں جو عالمات ہیں

تلامذہ:

یوں تو آپ کے تلامذہ کی تعداد سینکڑوں نہیں ہزاروں میں ہوگی ان میں سے چند قابل ذکر اور قابلِ فخر یہ ہیں:

- مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان
- مولانا شبیر الحق صاحب کشمیری دامت برکاتہم استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان
- مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب (فیصل آبادی) دامت برکاتہم رئیس مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
- مولانا خدا بخش صاحب دامت برکاتہم سابق استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان
- مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رکن قومی اسمبلی

وفات:

وفات سے ڈیڑھ سال قبل روڈ حادثہ ہوا جس میں حضرت مفتی صاحب ؒ کو پشت پر چوٹ لگنے کی وجہ سے زیریں حصہ مفلوج تھا مگر مدرسہ میں خدمت کے لیے ویل چیئر پر تشریف لاتے تھے، لیکن ۶ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ مطابق ۵ جولائی ۲۰۱۴ء بروز ہفتہ بوقت عصر یہ عالم باعمل بھی **کل نفس ذائقة الموت** کے تحت اس دار فانی سے دارالبقاء کی طرف منتقل ہوئے، نماز جنازہ بعد نماز عشاء وتراویح استاذ العلماء حضرت مولانا محمد صدیق صاحب ؒ شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان نے پڑھائی اور آپ کو آپ کے آبائی گاؤں ضلع کرک میں مولانا انس صاحب، مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی نگرانی میں دیگر جم غفیر کی موجودگی میں دفن کیا گیا۔

یاد رفتگان

محقق عصر حضرت مولانا محمد نافع صاحب ؒ

مولانا حافظ سید محمد اکبر شاہ بخاری صاحب (جام پور)

محقق عصر حضرت مولانا محمد نافع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۷ ربیع الاوّل ۱۴۳۶ھ بمطابق ۳۰ دسمبر ۲۰۱۴ء بروز منگل بستی محمدی شریف ضلع چنیوٹ میں دارالفناء سے دارالبقاء کی طرف رحلت فرما گئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

آپ ایک محقق عالم، بہترین مدرس اور متعدد تصانیف کے مصنف تھے، اُن کا فیض علمی و تصنیفی جاری و ساری تھا۔ جس سے ہم محروم ہو گئے ہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ درجات بلند فرمائے۔ آپ ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۶ء کو موضع محمدی متصل جامعہ محمدی شریف تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم مولانا حافظ عبدالغفور صاحب، مولانا عبدالرحمٰن صاحب کے فرزند تھے، قرآن مجید اپنے والد صاحب سے حفظ کیا۔ ابتدائی دینی تعلیم اپنے بھائی حضرت محمد ذاکر صاحب ؒ مہتمم جامعہ محمدی شریف، مولانا حافظ عبدالمجید نابینا فیصل آبادی، اور مولانا محمد مسلم عثمانی ؒ سے حاصل کی پھر ثانوی تعلیم مولانا رشید احمد شاہ انبالوی چوکیروی، مولانا قطب الدین اچھالوی، مولانا شیر محمد میانوالی، مولانا محمد چراغ گوجرانوالہ، مولانا احمد بخش گدائی والا، مولانا غلام یٰسین، مولانا قاضی محمد خلیل رنگہ والے اور مولانا ولی اللہ گجرات والوں سے مختلف علوم وفنون کی کتب پڑھیں، دورۂ حدیث کیلئے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور دورۂ حدیث کی کتابیں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ، حضرت مولانا اعزاز علی امروہی ؒ، حضرت علامہ محمد ابراہیم بلیاوی اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی ؒ سے پڑھیں۔

فراغت ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء میں حاصل کی۔ فراغت تعلیم کے بعد دارالعلوم دیوبند سے واپس آئے اور اپنے علاقہ میں جامعہ محمدی شریف جھنگ میں درس وتدریس کا آغاز کیا اور آخر دم تک مصروف رہے۔ درس وتدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف میں بھی بڑا نام پیدا کیا اور آپ کے قلم سے متعدد تصانیف منظر عام

پر آئیں، اندازِ تصنیف بڑا تحقیقی رہا۔ اور کئی تصانیف نے بڑی شہرت حاصل کی۔ اِن معرکۃ الآراء کتب میں درج ذیل قابل ذکر ہیں۔

۱۔ مسئلہ ختم نبوت ﷺ اور سلف صالحین مشہور و معروف کتاب ہے۔

۲۔ ''حدیث ثقلین'' صفحات ۲۶۴، سن اشاعت ۱۹۶۳ء

۳۔ ''رُحماءُ بینھم'' چار جلدیں سیدنا ابوبکر صدیق ♦ کے حالات و کمالات پہلی جلد میں تفصیل سے تالیف فرمائے۔ پہلی جلد صفحات ۴۶۴

۴۔ ''رُحماءُ بینھم'' جلد دوم میں سیدنا عمر فاروق اعظمؓ کے حالات و خدمات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ جس کے ۳۵۸ صفحات ہیں، دوسری جلد ۱۹۷۵ء اور ۱۹۸۱ء میں طبع ہو کر منظر عام پر آئی۔

۵۔ ''رُحماءُ بینھم'' تیسری جلد میں سیدنا عثمان غنیؓ کے حالات و کمالات و خدمات شائع کئے ہیں اور ۲۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ سن اشاعت ۱۹۸۱ء ہے۔

۶۔ ''رُحماءُ بینھم'' جلد چہارم، سیدنا علی المرتضیٰؓ کے کمالات و حالات پر مشتمل ہے۔

۷۔ مسئلہ اقربا نوازی: یہ کتاب ۴۰۸ صفحات پر مشتمل ہے اور اپریل ۱۹۸۱ء میں شائع ہوئی ہے۔ علاوہ ازیں متعدد کتب اور رسائل اور مضامین شائع ہوئے جو مقبول عام ہوئے ہیں، مختلف جرائد میں طبع ہوئے ہیں۔ الغرض آپ کی پوری زندگی درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور تبلیغ دین میں گزری ہے۔

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہٗ نے آپ کی وفات پر تعزیتی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے آپ کی دینی علمی تبلیغی اصلاحی اور تصنیفی خدمات پر خراج تحسین پیش کیا، فرمایا کہ آج ہم ایک متبحر عالم اور محقق عالم دین سے محروم ہو گئے ہیں۔ حضرت مولانا محمد نافع رحمہ اللہ اسم بامسمّٰی تھے وہ اپنی حیات میں بھی اُمت مسلمہ کیلئے نافع تھے اور انشاء اللہ وفات کے بعد بھی ان کی گرانقدر تصانیف اُمت مسلمہ بالخصوص اہل علم کیلئے نافع ہوں گی۔ (بحوالہ الخیر ملتان)۔

آپ کی نمازِ جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ سینکڑوں علماء بھی نمازِ جنازہ میں شرکت کیلئے بستی محمدی شریف ضلع چنیوٹ تشریف لے گئے۔ اور آپ کی وفات پر گہرے دُکھ و غم کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔ آمین۔

احقر راقم الحروف نے اپنی کتاب ''مفتی اعظم پاکستان اور اُن کے ممتاز تلامذہ خانقاہ'' میں بھی آپ کا ذکر خیر کیا ہے۔ جو مکتبہ دارالعلوم کراچی سے طبع ہوئی ہے۔

جامعہ خیر المدارس ملتان کے مہتمم
حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہ کی مصروفیات واسفار

ضبط وترتیب: مولانا شبیر احمد بہلوی (ملتان)

''حافظ الحدیث ﷺ سیمینار'' میں شرکت:

۲۰ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق یکم جنوری ۲۰۱۶ء بروز جمعۃ المبارک حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے مولانا فضل الرحمان درخواستی صاحب مدظلہ مہتمم جامعہ مخزن العلوم (وقف) خان پور ضلع رحیم یار خان کی دعوت پر حضرت مولانا عبداللہ درخواستی صاحب نور اللہ مرقدہ کی یاد میں منعقدہ ''حافظ الحدیث سیمینار'' میں شرکت کی اور تفصیلی خطاب کیا۔ مولانا محمد احمد حنیف جالندھری مدظلہ بھی ہمراہ تھے۔

ملتان: ''رحمۃ للعالمین ﷺ'' کانفرنس میں شرکت:

۲۱ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۲ جنوری ۲۰۱۶ء بروز ہفتہ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے مولانا عبدالحق مجاہد کی دعوت پر جامع مسجد صدیقیہ گلگشت کالونی ملتان میں منعقدہ ''رحمۃ للعالمین ﷺ'' کانفرنس میں خصوصی شرکت کی اور تفصیلی خطاب کیا، اس کانفرنس میں مولانا احمد حنیف جالندھری مدظلہ نے بھی خطاب کیا۔

جامعہ کے شعبہ ''تخصص فی الفقہ'' سے متعلق اجلاس کی صدارت:

۲۲ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۳ جنوری ۲۰۱۶ء بروز اتوار حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعہ کے شعبہ تخصص فی الفقہ والافتاء سے متعلقہ اجلاس کی صدارت فرمائی جس میں تخصص فی الفقہ کے نصاب ونظام تعلیم پر غور کیا گیا۔

جامع مسجد خیر المدارس کی تعمیر جدید سے متعلقہ اجلاس کی صدارت:

۲۳ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۴ جنوری ۲۰۱۶ء بروز سوموار حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعہ کے ناظم اعلیٰ مولانا نجم الحق صاحب مدظلہ کے ہمراہ جامع مسجد خیر المدارس ملتان کی تعمیر جدید سے متعلقہ لاہور میں منعقدہ اجلاس میں شرکت کی۔

جامعہ کے شعبہ ''تخصص فی الدعوۃ والارشاد'' سے متعلقہ اجلاس کی صدارت:

۲۴ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۵ جنوری ۲۰۱۶ء بروز منگل حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعہ کے شعبہ تخصص فی الدعوۃ والارشاد سے متعلقہ اجلاس کی صدارت کی جس میں شعبہ تخصص فی الدعوۃ والارشاد

کے نصاب ونظام تعلیم پر غور کیا گیا۔

مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ کی زیر صدارت منعقدہ اجلاس میں شرکت:

۲۵ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۶ جنوری ۲۰۱۶ء بروز بدھ حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے صدر وفاق شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم کی زیر صدارت جامعہ فاروقیہ کراچی میں منعقدہ اجلاس میں شرکت کی، جس میں دینی مدارس کے اہم امور پر مشاورت کی گئی، اجلاس میں حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ، حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ، مولانا عبیداللہ خالد مدظلہ نے بھی شرکت کی۔

''استحکام مدارس کنونشن'' حیدرآباد میں شرکت:

۲۶ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۷ جنوری ۲۰۱۶ء بروز جمعرات حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے صدر وفاق شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہم کی زیر صدارت دارالعلوم مظاہر العلوم حیدرآباد میں منعقدہ استحکام مدارس کنونشن میں شرکت اور خصوصی خطاب کیا، اس کنونشن میں حیدرآباد ڈویژن، میر پور خاص ڈویژن اور ضلع نواب شاہ کے مہتممین حضرات نے بھی شرکت کی۔

مولانا احترام الحق تھانوی مدظلہم سے جامعہ خیرالمدارس آمد پر ملاقات:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم سے مولانا احترام الحق تھانوی صاحب مدظلہم نے جامعہ خیرالمدارس ملتان آمد پر ملاقات کی، حضرت مولانا احترام الحق تھانوی مدظلہم نے اپنے استاذ مکرم اور جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحب ﷬ سے ملاقات کی اور ان کی عیادت بھی کی، بعدازاں بروز جمعۃ المبارک جامع مسجد خیرالمدارس میں نماز جمعہ سے قبل خطاب کیا اور نماز جمعہ کی امامت کرائی۔

مولانا محمد یاسین ﷬ مہتمم جامعہ قاسم العلوم ملتان کی وفات پر تعزیت:

۲۷ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۸ جنوری ۲۰۱۶ء بروز جمعۃ المبارک حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے جامعہ قاسم العلوم ملتان کے سابق مہتمم مولانا قاری محمد یاسین نوراللہ مرقدہ کی وفات پر ان کے صاحبزادے مولانا قاری محمد طاسین صاحب مدظلہ سے تعزیت کی۔

تنظیم اسلامی پاکستان کے زیر اہتمام منعقدہ سیمینار کی صدارت:

۲۹ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۰ جنوری ۲۰۱۶ء بروز اتوار حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے تنظیم اسلامی پاکستان کے مرکزی امیر حافظ عاکف سعید صاحب کی دعوت پر ''سودی نظام معیشت اور اس کے نقصانات'' کے موضوع پر منعقدہ سیمینار کی صدارت فرمائی اور مفصل ومدلل خطاب کیا۔

اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے اجلاس میں شرکت:

یکم ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۲ جنوری ۲۰۱۶ء بروز منگل حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے اسلام

آباد میں اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے اجلاس میں شرکت کی۔

فیڈرل بورڈ اور اتحاد تنظیمات مدارس کے مشترکہ اجلاس میں شرکت:

۲ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۳ جنوری ۲۰۱۶ء بروز بدھ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے قائدین اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے ہمراہ فیڈرل بورڈ پاکستان کے زیر اہتمام اسلام آباد میں منعقدہ اجلاس میں شرکت کی، یہ اجلاس مدارس کی اسناد شہادۃ الثانویہ العامہ وشہادۃ الثانویہ خاصہ کے معادلہ سے متعلق تھا۔

محترم عطاء الحق قاسمی صاحب چیئرمین P.T.V سے ملاقات:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے قائدین اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے ہمراہ پاکستان ٹیلی ویژن کے چیئرمین اور ملک کے معروف دانشور جناب عطاء الحق قاسمی صاحب سے اسلام آباد میں ملاقات کی اور مختلف امور پر تبادلہ خیال کیا۔

وزیر اعظم کے مشیر محترم عرفان صدیقی صاحب سے ملاقات:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے وزیر اعظم پاکستان کے خصوصی مشیر اور معروف ادیب محترم عرفان صدیقی صاحب سے قائدین اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے ہمراہ ملاقات کی اور مختلف امور پر تبادلہ خیال کیا۔

''استحکام مدارس کنونشن''، سکھر میں شرکت:

۳ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۴ جنوری ۲۰۱۶ء بروز منگل حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے صدر وفاق مولانا سلیم اللہ خان مدظلہم کی زیر صدارت جامعہ اشرفیہ سکھر (سندھ) میں منعقدہ استحکام مدارس کنونشن میں شرکت کی اور مفصل ومدلل خطاب کیا، اس کنونشن میں سکھر اور لاڑکانہ ڈویژن کے اہل مدارس نے بھی شرکت کی۔

چیف سیکرٹری پنجاب سے لاہور میں ملاقات:

۱۰ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۱ جنوری ۲۰۱۶ء بروز جمعرات حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے چیف سیکرٹری پنجاب سے ملاقات کی اور پنجاب میں علماء کرام واہل مدارس کو درپیش مسائل ومشکلات اور ان کے ازالہ کے بارے میں گفتگو فرمائی۔

محترم سعید احمد صاحب ڈپٹی گورنر سٹیٹ بینک آف پاکستان سے ملاقات:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے ڈپٹی گورنر محترم سعید احمد صاحب سے جامعۃ الخیر جوہر ٹاؤن لاہور میں ملاقات کی، سودی نظام کے خاتمہ اور اس کے متبادل شرعی نظام کے

نفاذ نیز اسلام کے مالیاتی نظام سے آگاہی سے متعلق گفتگو فرمائی، اس موقع پر شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم کے صاحبزادے مولانا ڈاکٹر محمد عمران اشرف مدظلہم اور مختلف اہم شخصیات بھی موجود تھیں۔

قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمان صاحب مدظلہم کی جامعہ خیر المدارس آمد و ملاقات:

۱۶ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۷ جنوری ۲۰۱۶ء بروز بدھ حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم سے قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم نے جامعہ خیر المدارس ملتان میں ملاقات کی، قائد جمعیت نے جامعہ کے شیخ الحدیث وصدر مدرس حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم سے تفصیلی ملاقات اوران کی عیادت بھی کی، بعدازاں حضرت مہتمم صاحب کی طرف سے دیئے گئے عشائیہ میں بھی شرکت کی، جامعہ قاسم العلوم ملتان کے نئے مہتمم اوران کے صاحبزادے، جامعہ خیر المدارس کے فاضل مولانا اسعد محمود صاحب مدظلہ بھی ہمراہ تھے۔

جامعہ کے منتظمین شعبہ جات کے اجلاس کی صدارت:

۱۹ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۳۰ جنوری ۲۰۱۶ء بروز ہفتہ حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے جامعہ کے منتظمین شعبہ جات کے اجلاس کی صدارت فرمائی، جس میں جامع مسجد کی تعمیر جدید اور موجودہ مسجد میں رہائش پذیر طلبہ اور نمازوں کے متبادل انتظام کے بارے میں مشاورت ہوئی۔

عزم تحفظ حرمین شریفین کانفرنس اسلام آباد میں شرکت:

۲۰ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۳۱ جنوری ۲۰۱۶ء بروز اتوار حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے جمعیت اہلسنت پاکستان کی دعوت پر اسلام آباد میں منعقدہ ''عزم تحفظ حرمین شریفین کانفرنس'' سے خطاب کیا۔

اخبار الجامعہ

- جامعہ کے اساتذہ کرام مولانا نعیم احمد مدظلہ، مولانا مفتی عبدالحکیم مدظلہ، مولانا ذوالفقار علی مدظلہ اور مولانا محمد یحییٰ انصاری مدظلہ جو گزشتہ دنوں سفر عمرہ پر تشریف لے گئے تھے، بحمداللہ! بخیر وعافیت واپس تشریف لا چکے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ان اساتذہ کرام کے سفر حرمین شریفین کو مقبول ومنظور فرمائے، آمین
- جامعہ خیر المدارس ملتان اور اس کی تمام شاخوں میں ششماہی امتحانات ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ بروز اتوار تا ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ بروز جمعرات منعقد ہوئے، اس کے بعد ایک ہفتہ تعطیلات کی گئیں۔
- جامع مسجد خیر المدارس ملتان کی تعمیر جدید کے سلسلہ میں کام کا باقاعدہ آغاز ۶ فروری ۲۰۱۶ء بروز ہفتہ سے ہو چکا ہے الحمدللہ۔
- جامعہ خیر المدارس ملتان میں اختتام صحیح بخاری شریف کی تقریب ۶ رجب المرجب ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۴/اپریل ۲۰۱۶ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء منعقد ہوگی۔

مسافرانِ آخرت

ابوعمار فیاض احمد عثمانی

⌘ جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا کے ناظم اور ماہنامہ الخیر کے قاری مولانا محبوب احمد مدظلہ کے والد ماجد گزشتہ ماہ انتقال کر گئے ہیں۔

⌘ جامعہ خیر المدارس ملتان کے استاذ مولانا محمد کفایت اللہ ضیاء مدظلہ کے دو چچا یکے بعد دیگرے گزشتہ ماہ انتقال کر گئے۔ان کے بڑے چچا مولانا حافظ منظور احمد ؒ (چوک سرور شہید) پوری زندگی درجہ حفظ و ناظرہ کی درسگاہ سے وابستہ رہے، دوسرے چچا نذر محمد ؒ (تونسہ شریف) انتہائی نیک، سادہ طبیعت، صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔

⌘ جامعہ خیر المدارس کے فاضل مولانا شعیب مجید (خان گڑھ، مظفر گڑھ) کے نانا جام غلام سرور صاحب ۲۸ جنوری ۲۰۱۶ء بروز جمعرات ۷۵ سال کی عمر میں انتقال کر گئے ہیں۔

⌘ جامعہ سے محبت کرنے والے اور پڑوسی حاجی بشیر احمد انصاری ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۵ فروری ۲۰۱۶ء بروز جمعۃ المبارک انتقال کر گئے ہیں، مرحوم عارضہ قلب میں مبتلا تھے، انتہائی نیک، صوم وصلوٰۃ کے پابند، عبادت گزار اور ہنس مکھ انسان تھے۔نماز جنازہ بروز ہفتہ صبح ۱۰ بجے جامعہ خیر المدارس میں ادا کی گئی

found.

۵۶

اشتہار کفالت خیر المدارس